مصنف کا مختصر سا تعارف:۔

الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسن زیدی صاحب ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس کے نام سے پاکستان اور ہندوستان کے علماء بخوبی واقف ہیں۔آپ کے ہزار ہا مضامین ملکی وغیر ملکی رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔اور لاتعداد کتابیں آپ نے تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ 19 سال کی عمر میں جامع ازھر (مصر) سے اعلیٰ ترین سند شھادت العالیہ حاصل کر چکے تھے۔بعدازاں بیروت یونیورسٹی میں تعلیمی مدارج طے کر کے پرنسٹن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ آف ریلیجنز اینڈ سائنس کی ڈگری حاصل کی۔آپ کی یہ سندات، پیشہ ورانہ سندات مثلاً ایروناٹیکل انجنئرنگ، ایم ایس سی فزکس، ایم ایس سی نیوکلئیر سائنس اور قُم سے اجتہاد کی سند کے علاوہ تھیں۔

اپنے والد بزرگوار السیّد بشیر حسین صاحب کی نصیحت کے مطابق آپ نے ان تمام زبانوں پر عبور حاصل کیا جن میں الہامی کتابیں نازل ہوئی تھیں۔اس کے علاوہ آپ طب، حدیث، منطق، فلسفہ، تصوف، علم الطبیعات، علم الکیمیاء، علم الابدان، علم ریاضی، علم الکلام، لغت، عربی ادب، علم قانون، مختصر یہ کہ علم کی تقریباً ہر شاخ خواہ وہ روحانی ہو یا مادی، سے آپ پوری طرح واقف تھے۔جس کا اندازہ اُن کی لاکھوں صفحات پر پھیلی ہوئی تصنیفات و تالیفات کو پڑھ کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔جن میں سے چند نام یہ ہیں۔

ترجمہ وتفسیر قرآن مجید، اسلام اور علمائے اسلام، ترجمہ وتشریح نہج البلاغہ، اسلام میں نظامِ ہدایت وتقلید، والدازم مذہب شیعہ ایک ہمہ گیر قوت، مواخذہ، مرکزِ انسانیت، ہزار سالہ جوان سازش، نظام مصطفیٰ ؐ اور مساوات واقعات کربلا، الجمعۃ الواجبہ، احمدی تحریک ہماری نظر میں، عظمت رسوؐل قرآن سے، احسن الحدیث، وغیرہ وغیرہ

التماس:۔

ہر چند یہ کوشش کی گئی ہے کہ یہ کتاب معیاری بنے اور مشینی غلطیوں سے پاک رہے۔اگر معزز قارئین کو اس کتاب میں کوئی کمپوزنگ کی غلطی نظر آئے تو ہمیں مطلع فرمائیں۔ہم انتہائی شکریہ کے ساتھ قبول کریں گے اور آئندہ آنے والے ایڈیشن میں درستگی کے ساتھ شائع کریں گے۔کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنانے کیلئے قارئین کی تجاویز بھی شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیں گی۔

اس کتاب میں قرآن مجید کی آیات کے حوالہ جات جگہ جگہ دیے گئے ہیں۔ان میں اوپر کا ہندسہ سورۃ کا نمبر اور نیچے آیت کا نمبر ہے۔مثلاً ۔''10/15''۔اس میں 10 سورۃ یونس اور 15 آیت کا نمبر ہے۔بعض قرآن مجید کے نسخوں میں مترجمین نے آیات کے نمبر آگے پیچھے کر دیے ہیں جہاں حوالے والی آیت نہ مل رہی ہو وہاں ایک دو آیت آگے پیچھے دیکھ لیں۔

کیا یہ نمازیں اللہ اور رسولؐ کو پسند ہیں؟

اگر پسند ہیں؟ تو پسند ہونے کا آج مادّی، عملی اور قابل فہم ثبوت کیا ہے؟ یہ سوال ہر نمازی سے، ہر نماز کی تاکید کرنے والے سے اور ہر مولوی، علاّمہ اور مفتی سے پوچھنا چاہیے۔ پھر یہ بھی دریافت کرنا چاہیے کہ جناب ہم مسلمان آج ساری دُنیا کی اقوام سے پیچھے ہیں۔ دوسروں کے علم وتحقیق وایجادات وانکشافات کے محتاج ہیں۔ ہم جہاں جہاں بھی ہیں سب اِجتماعی اور اِنفرادی طور پر کافروں، یہودیوں، عیسائیوں اور خدا کے منکروں سے بھیک مانگ کر گذارہ کررہے ہیں۔ یہ صورتِ حال تو اس کا مادّی عملی اور قابلِ فہم ثبوت ہے کہ اللہ کو نہ ہم پسند ہیں نہ ہماری نمازیں نہ عبادتیں اور نہ ہی مذہب پسند ہے۔ اللہ نے نماز سے مدد مانگنے کو کہا ہے (بقرہ 2/153) مگر ہم غیر مُسلموں اور دشمنانِ اسلام کے سامنے مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہیں۔ اللہ نے نماز کو معراج المومنین فرمایا تھا مگر ہم تنزّل کے عمیق غار میں اُترتے جارہے ہیں۔ اور کبھی زمین سے بلند ہوتے ہیں تو کافروں کی ایجادات کے سہارے بلند ہوتے ہیں۔ جنھیں علماء کافر وملعون ومردود فرماتے ہیں وہ تسخیر کائنات میں مصروف ہیں۔ چاند، سورج، مریخ ومشتری اُن کے قبضہ اقتدار میں ہیں۔ اور ہمارے راہنما کُفر سازی کیلئے نئی نئی اسکیمیں بنارہے ہیں۔ ہمارے علماء ایک دوسرے پر اور دوسروں کے مذہب پر کفر کے فتوے جڑ رہے ہیں۔ ایک اُمت کو نئی ٹکڑیوں اور فرقوں میں مُنتشر کرتے جارہے ہیں۔ کفر سازی کی سہولت کے لئے اِسلامی قانون بناتے اور اسلام کو توڑ توڑ کر کفر پھیلاتے چلے آرہے ہیں۔ اس منصوبہ پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے لئے آپس میں اتحاد واجتماع کیلئے کوشاں ہیں۔ تاکہ اپنے مسلک کے علاوہ باقی تمام مُسلمانوں کو باری باری کافر بنایا جاسکے۔ یہ عملدرآمد، یہ تباہ کن روّیہ، اللہ ورسولؐ والے اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ لیبل اور ٹھپّہ لگادینے سے کفر کو اسلام نہیں بنایا جاسکتا۔ جو کوشش تیرہ سو سال میں کامیاب نہ کرسکی وہ کوشش جاری رہی تو یہ جدّ وجہد کرنے والے خود تباہ و برباد ہوکر رہ جائیں گے۔ اللہ ورسولؐ اور قرآن وحدیث کسی لَا اِلٰـہَ اِلاَّ الـلّٰـہُ کہنے والے کو کافر نہیں کہتے مگر ہمارے علماء خود اپنے بزرگوں کے تسلیم کردہ نمازی وتہجّد گزار مسلمانوں کو کافر بنانے میں ذرہ برابر اللہ ورسولؐ سے نہیں ڈرتے، اس لئے کہ ان علماء نے بار بار قرآن کو تبدیل کیا ہے۔ نعرہ یہ ہے کہ ہمارا اللہ ایک، رسولؐ ایک، قبلہ ایک، قرآن ایک لیکن یہ نعرہ (SLOGAN) صرف منبر سے عوام کو اُبھارنے کے لئے ہے تاکہ چندہ ملے یا دوسروں کو کافر بنانے کے لئے ہے۔ ورنہ اُنکا قرآن ایک نہیں کم ازکم دس تو آج موجود ہیں۔ یعنی جتنے ترجمے ہیں اتنے قرآن ہیں۔ یہ لوگ قرآن پر ہرگز عمل نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے اپنے ترجمہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور ترجمہ سب کا ایک دوسرے کے خلاف اور الگ الگ ہے۔ یعنی جس چیز پر یہ قرآن کہہ کر عمل کرتے ہیں وہ قرآن نہیں ہوتا بلکہ اُن کا اپنا خود ساختہ ترجمہ ہوتا ہے۔ اللہ ورسولؐ نے اگر فول پروف انتظام نہ کردیا ہوتا تو ان لوگوں نے قرآن کے الفاظ وآیات بھی بدل دیئے ہوتے۔ ان علماء کے بزرگوں نے عہدِ رسولؐ ہی میں اس کو بدل ڈالنے کی تجویز پیش کی تھی

(یونس,10/15) جو یہ کہہ کرٹھکرادی گئی کہ وحی پر مِن وّعن عمل کیا جائے گا۔اس میں ذاتی مصلحت اور غور وفکر سے معنوی تبدیلی عذابِ عظیم میں مبتلا کرے گی (یونس,10/15) لیکن ان علماء کے نقاب پوش بزرگوں نے اپنے ذاتی اجتہاد اور قومی و مُلکی مصالح کے ماتحت قرآن کی تفہیم شروع کی اور یہی عمل جو آج تک ہورہا ہے شروع کردیا۔ چونکہ یہ طریقہ اللہ ورسوؐل کو دانشورانِ قوم کے ماتحت لے آتا تھا۔اس لئے پوری قوم نے اس طرزِ عمل کو پسند کیا۔کیونکہ اس میں اللہ ورسوؐل کی جگہ افراد کی پسند و ناپسند کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔ ہر عالم کورائے دینے اور اللہ ورسوؐل کی منشا کو اپنے مفاد کی طرف موڑ لینے کے مواقع تھے۔ یہ وجہ ہوئی کہ رسوؐل کریم، اللہ سے فریاد کرتے رہ گئے:۔

قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا O (فرقان 25/30)

۔''اور رسوؐل اللہ نے عرض کیا اے میرے پالنے والے یقیناً میری قوم نے اس قرآن سے اپنے اجتہاد کیطرف ہجرت کرلی ہے''۔

یادرکھیں یہ رسوؐل اللہ نے اپنی پوری قوم کی صورتِ حال پیش کی ہے۔اگر یہ کافروں کی شکایت ہوتی تو یہاں لفظ ۔''مَھجُورًا''۔ کی جگہ لفظ۔''مَتـرُوکاً''۔ہوتا۔یہ اس قوم کی شکایت نہیں جس نے قرآن کو ترک کیا تھا۔یعنی اختیار کر کے پھر چھوڑ دیا تھا، یہ منافقوں کی بات ہوتی۔زیرِ شکایت قوم نے ترک نہیں کیا بلکہ ہجرت کی ہے۔ایسی قرآنی تفہیم کی طرف جس کو سورۂ یونس (10/15) میں تجویز کیا تھا۔

رفیع الدین صاحب نے مہجوراً کے معنی کئے ہیں:۔

۔''اور کہا رسوؐل اللہ نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا ہے اس قرآن کو چھوڑا ہوا''۔

یعنی اس طرح اختیار کیا ہے۔ جسے رسوؐل اللہ چھوڑا ہوا فرماتے ہیں۔وہ الفاظ کے اُن معنی سے وابستہ ہیں جو وہ خود گھڑیں گے۔اسلئے رسوؐل اللہ نے اپنی مخاطب قوم سے فرمایا تھا کہ۔''عنقریب تم پر وہ زمانہ آنیوالا ہے جب قرآن میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔سوائے اسکے الفاظ کے اور اسلام میں سے بھی کچھ نہ بچے گا سوائے اُسکے نام کے''۔(بڑی طویل اور مفصل و متفقہ حدیث ہے)

لہٰذا مومنین سُن لیں کہ وہ زمانہ اُسی قوم کے مخاطبین کے زمانے میں آ گیا تھا۔اور قرآن و اِسلام کو اُسی زمانے میں بالکل تبدیل کردیا گیا تھا۔البتہ اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ آج تک باقی ہیں۔اور باقی جو کچھ ہے وہ نہ اسلام ہے نہ قرآن ہے۔اور اس تیرہ چودہ سو سال میں جس گروہ نے حقیقی قرآن و حقیقی اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش جاری رکھی اسے ہر حکومت نے تہہ تیغ کیا۔اُن کا اس قدر خون بہایا کہ ایک سمندر میں سماتا۔اُن کی لاشوں کو جمع کیا جاتا تو ایک پہاڑ کھڑا ہوجاتا۔ خاندان کے خاندان محلے کے محلے مع عورتوں، بچوں کے قتل کئے جاتے رہے، لاکھوں آدمی جلا کر خاک کردیئے گئے۔ ہزاروں لاشیں اور سر

درختوں پر،قلعوں کے کنگوروں پرآ ویزاں رہے۔حکومتوں نے حقیقی اِسلام وقرآن کومٹانے کی ہرکوشش کر دیکھی مگر بفضل خداو رسوؐل وہ نا کام ہوتی رہیں۔اُن کے دانشورعباوقباوعمامہ پہن کرہم میں آ کرمل گئے۔ ہمارے غرض مند علماء ودانشور خوف ولالچ سے حکومتوں کے ساتھ مِل گئے ۔ ہماری ہزاروں حدیث وتاریخ وتفسیر کی کتابیں آ ئمہ علیہم السلام کی مصدقہ کتابیں ضائع کر دی گئیں ۔علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی لائبریری سے اَسّی ہزار(80,000) کتابیں شیعوں کے ہاتھوں شیعہ علماء کی موجودگی میں مخالف رؤساوامراء میں بطورسوغات ہدیہ کر دی گئیں۔تاکہ کل ہم سے پوچھا جائے کہ فلاں عمل،فلاں رسم،فلاں عبادت کا کونسی کتاب میں حکم ہے؟لیکن حقیقی علمائے شیعہ نے اُنکی اس ترکیب کو بھی باطل و بےاثر کر دیا۔یادرکھیں ہمارا ہر جملہ ہمارا ہر عقیدہ ہمارا ہر دعویٰ اور ہمارے مذہب کا ہر مسئلہ فریقین کے مُسلّمہ ریکارڈ اورقرآن وحدیث سے ثابت ہے۔بہر حال رفتہ رفتہ اِسلام کوکفر کی تائید میں تبدیل کر دیا گیا۔نہ وہ حقیقی شریعت باقی رہی نہ شرعی اعمال وعبادات کی وہ صورت برقرار رہی۔تفصیلات ہماری کتاب۔ ''اسلامی کلمہ ونماز''۔میں دیکھیں۔یہاں تو یہ دکھانا ہے کہ وہ نماز جس کی مدح وثناءاللہ ورسوؐل نے کی تھی وہ کون سی نماز ہے؟اور جونماز فریقین میں پڑھی جارہی ہے اس میں کیا کیا نقص ہیں؟وہ کیوں بےاثر و بےنتیجہ ہوکررہ گئی ہے؟۔

قرآن کریم نے جوتصورِاسلام دیاہےاس میں رسوؐل اللہ اس کائنات اوراسکے اندر وقوع میں آنیوالے تمام واقعات و حالات کے عالم تھے(نِساء4/113)۔اُنہوں نے اپنی تعلیم سے ایسے افراد تیار کر دیئے تھے جن کورسوؐل والا تمام علم مِل چکا تھا (بقرہ،2/151)۔اور یہ کہ قیامت تک رسوؐل اللہ کی یہ ہمہ گیر تعلیم خود رسوؐل اللہ ذاتی طور پر جاری رکھیں گے۔(سورہ جمعہ 62/2-4,)۔اور یہ کہ اُس ہمہ گیر تعلیم کا ذخیرہ قرآن ہے(یوسف 12/111)(نحل 16/89 اورسینکڑوں آیات)۔اس ہمہ گیر تعلیم سے مرصع حضراؑت کواُمت کے ہر سوال اور ہر زمانہ کے مسائل واحتیاج کا جواب دینے اور تدارک کرنے کا ذمہ دار قرار دیا(نحل 16/43-44)۔اُنہیں رسوؐل اللہ نے تمام اُمت کا حاکم بتایا۔اُنکے خون و گوشت کو اپنا خون و گوشت بتایا اپنی اور اُنکی ایک ہی نور سے تخلیق بیان کی۔اُنکی اور اُنکے انصار کی پوری اُمت پر محبت واجب کی (شوریٰ42/23)۔اورحضرت علیؑ اور اُنکے انصاؑر کی محبت اوراُن سے بغض کو ایمان اور نفاق یعنی مومن ہونے اور منافق ہونے کی شناخت بتایا (بخاری شریف)۔ان کی اتباع کرنے والوں سے گمراہی کی نفی کردی۔حضرت عمرؓ نے بار بار اعلان کیا کہ اگر میری ہدایت کے لئے علیؑ نہ ہوتے تو میری عاقبت تباہ ہوجاتی۔ اور اے خدا مجھے اُس ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہ رکھنا جب علیؑ میری ہدایت کے لئے موجود نہ ہوں۔ انھوں نے حَسن علیہ السلام کا غلام اور خدمتگار کہلانے پر فخر کیا۔اُنھوں نے بتایا کہ لوگوں کی تخلیق اورقوت اورسر میں بال حَسن و حُسین علیہما السلام کی وجہ سے ہیں۔یہ تھے وہ حضراتؑ اوراُن کی اولاد کے آئمہ علیہم السلام جومندرجہ بالا اسلام کی ہمہ گیر تعلیم مسلسل قیامت تک جاری رکھنے کے ذمہ دار تھے۔اور جن کا قول وفعل اللہ ورسوؐل کا قول وفعل تھا۔لیکن قومی وملکی مصالح اورمفاد کے تحفظ

میں رسوؐل اللہ کی فرقانی قوم (سورۂ فرقان ,25/30) نے مجتہدانہ نظام جاری کر دیا اور رفتہ رفتہ یہ نظام شیعوں میں بھی در آیا۔ اور وہ تمام بنیادیں روز ازل سے مسمار کر کے رکھ دیں۔ جن پر اسلام سے آفاقی اور کائناتی علوم و اِستفادہ حاصل ہوسکتا تھا۔ قرآن نے کہا تھا کہ اللہ کے فرمان میں اور رسوؐل کے حکم میں فرق نہ کرنا۔ اللہ اور رسوؐل کو ایک سمجھنا جو ایسا نہ کرے گا وہ حقیقی کافر ہوگا (نساء 151-4/150) چنانچہ مسلمانوں میں ایک گروہ زمانہ رسوؐل میں اللہ کو الگ اور رسوؐل کو الگ کرنے والا موجود تھا۔ اُس نے اللہ اور رسوؐل کے درمیان ایک مجتہدانہ راہ نکال لی تھی۔ وہ رسوؐل کی بات بلاتنقید نہ مانتا تھا۔ اُن سے وحی کی حد تک تعلق رکھتا تھا اور رسوؐل کی حدیث میں غلطی کا امکان سمجھتا تھا اس لئے جو بات اُن کی پالیسی سے مطابق ہوتی تھی مانتا تھا ورنہ انکار کر دیتا تھا اور بشریت کہہ کر ٹال دیتا تھا۔ اسی طرح وہ وحی کے الفاظ پر بھی مِنّ وعن نہ چلتا تھا۔ جو مطلب اُن کے منصوبے کی تائید کرے وہ مطلب خود چسپاں کر لیتا تھا۔ یہ تھا وہ درمیانی راستہ جو اس گروہ نے اختیار کیا (نساء 4/150) دوسرا گروہ وہ تھا جو اللہ و رسوؐل اور قرآن و حدیث کو ایک ہی چیز سمجھتا تھا کوئی فرق نہ کرتا تھا۔ رسوؐل کی ہر بات کو اللہ کی بات سمجھتا تھا (نساء 4/152) (نجم 4-53/3) یہ دونوں گروہ آج تک بدستور چلے آ رہے ہیں۔ رسوؐل کی بشریت کو آڑ بنا کر انھیں اللہ سے الگ کیا گیا پھر رسوؐل کی ذات کئی حیثیتوں میں تقسیم کی گئی۔ رسوؐل کے ہمہ گیر علم کا اور قرآن کی ہمہ گیری کا انکار کیا گیا۔ وہ گروہ نہیں مانتا کہ قرآن میں کائنات کے ذرّہ ذرّہ کی تفصیل وعلم و بیان موجود ہے۔ حالانکہ آیات کا ترجمہ صحیح کیا ہے (دیکھو ترجمہ آیات 12/111)(16/89 وغیرہ) رسوؐل وقرآن کی ہمہ گیری کے ساتھ اس قرآنی انتظام کا خود انکار ہو گیا جو رسوؐل نے بذات خود بنفس نفیس قیامت تک کرنا تھا جس میں بارہ محمدؐ قیامت تک گزرنا تھے۔ اَفسوس یہ ہے کہ شیعہ لیبل کے بعض علماء بھی ان کے ہم عقیدہ رہتے چلے آئے۔ وہ بھی قرآن کی ہمہ گیری اور معصومینؑ کے ہمہ گیر علم کے منکر گذرے ہیں۔ اور انھوں نے دولت وثروت وعزّ وجاہ حاصل کرنے کے لئے مخالف حکومتوں کی تائید میں شیعوں کے عقائد واعمال وعبادات کو تصورات واحادیثِ معصومینؑ کے خلاف ڈھالنے کی کوششیں کی تھیں۔ اور خاص کر شیعوں کی نماز کو بے جان کر دیا تھا۔ چنانچہ جو نماز اس وقت شیعوں میں رائج ہے اس کو شیعہ نماز کہنے کی کوئی ایسی داخلی دلیل نہیں ہے یعنی اس نماز میں کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو اس نماز کو شیعہ نماز ثابت کر دے۔ اس نماز میں نیّت سے لیکر سلام تک ایک ایک عمل یا قول کو لیجئے اور دیکھئے کہ وہ سب اعمال واقوال اہلِ خلاف کے یہاں موجود ہیں۔ امام مالک کے پیرو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ دعائے قنوت شیعہ علماء کے یہاں نماز کا جُز نہیں ہے۔ اسی طرح اہلسنت میں بھی دعائے قنوت کا حال ہے۔ وہ بھی پڑھ لیتے ہیں مگر نماز کا جُز نہیں مانتے۔ اللہ اکبر کے لئے ہر دفعہ ہاتھ اُٹھانے والا فرقہ بھی مسلمانوں میں موجود ہے۔ الغرض یہ نماز اپنی موجودہ صورت میں سب کچھ ہے شیعہ نماز نہیں ہے اور اس کو پڑھنے والوں کا حال ذرہ برابر دُوسرے مسلمان فرقوں سے مختلف نہیں ہے۔ تنزل کے ذلیل ترین مقام پر دونوں برابر کھڑے

ہیں۔فرق یہ ہے کہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کو اب تک اقوامِ عالم میں ایک قوم سمجھا جاتا ہے۔اُن کی آواز سُنی جاتی ہے۔ سیاست میں اُنھیں اچھا یا بُرا ایک مقام بہرحال دیا جاتا ہے۔لیکن شیعوں کا اقوام میں قومی حیثیت سے کوئی شمار نہیں ہے۔نہ اُنکی کوئی مرکزیت ہے نہ مرکز ہے، پاکستان میں کم ازکم ہزار بارہ سو انجمنیں ہیں مگر سب کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہے۔پھر ہر ایک انجمن خود بھی آپس میں ہم آہنگ نہیں ہے ایک دوسرے کو قتل کرنے سے نہیں چُوکتے۔اُن کے لیڈر حکومت کے تنخواہ دار ہیں اور جلسہ عام میں اپنی تنخواہ کا اعلان کرتے ہیں۔یہ پھوٹ یہ اختلافات یہ انتشار اُن میں اُن کے ایک مذہبی اصول کی بناء پر ہمیشہ رہا ہے۔اور ہمیشہ رہے گا۔یہ اصول اُنھیں حکومتوں نے دیا تھا تاکہ بندر بانٹ (Divide & Rule) کی پالیسی سے اُن میں مرکزیت پیدا نہ ہونے دی جائے۔اُن میں ہمیشہ دس بارہ علماء الگ الگ مرکزیت کے دعویدار رہے ہیں اور ملّت شیعہ ہمیشہ اُن خودساختہ مراکز کے چاروں طرف تقسیم رہی ہے۔لہٰذا شیعوں کا حال تنزّل میں مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے بدتر ہے اور آج شیڈول کاسٹ (نیچ اقوام) سے بھی بدتر ہے۔اس لئے کہ اُن کو نمائندگی حاصل ہے ملک میں اُن کی آواز مؤثر ہے اور اِن غریبوں کو اِن کے قائدین ولیڈرانِ قوم خریداری کے بعد کوئی ٹکے سیر بھی نہیں پوچھتا۔اور اب تو اسکیم ہی کچھ اور ہے۔بہرحال ہم یہ کہہ رہے تھے کہ شیعوں کو بھی اُن کی نمازیں تباہی کی طرف لے جارہی ہیں۔اس لئے کہ وہ غیروں کی بتائی ہوئی نماز پڑھتے ہیں۔اپنی نماز عوام کو معلوم ہی نہیں ہے۔ہم پر تقاضہ کیا گیا ہے کہ ہم شیعہ نماز پبلک کے سامنے رکھ دیں۔تاکہ اتمامِ حجت ہو جائے۔ہم پر یہ پابندی بھی عائد ہے کہ سولہ قلمی صفحات سے زیادہ ضخیم نہ ہو۔تاکہ ناشر کی مالی حیثیت سے باہر نہ نکل جائے۔لہٰذا مختصرترین صورت میں پیش کرنا واجب ہوگیا ہے۔

(1) شیعہ مذہب میں امامتؑ وولایتؑ وخلاؑفت کی پوزیشن

ہمارا مذہب اللہ، رسوؐل اور اماؑم کو ہر حال میں ساتھ ساتھ رکھتا ہے۔اصول دین میں توحید ونبوتؐ وامامتؑ کو کسی مسئلہ میں فراموش نہیں کیا جاتا اور ان تینوں میں سب سے اہم اور طویل ترین پارٹ امامتؑ کا ہے۔اللہ نے قرآن بھیج دیا۔رسوؐل نے قرآنی علوم بیان کردیئے۔تعلیم قرآن کا مستند انتظام کردیا۔اب امامتؑ ہے جس نے قیامت تک کی ذمہ داری لی ہے۔لہٰذا شہادت رسوؐل کے بعد ہم نے معصومؑ قیادت کے علاوہ ہر قیادت وحکومت کا انکار کردیا۔گو ہمیں یہ انکار بہت مہنگا پڑا۔لیکن ہم نے رسوؐل کی جانشین امامتؑ سے ہر قیمت پر وابستگی برقرار رکھی۔لہٰذا ہمارا پہلا مذہبی اختلاف ہی امامتؑ وخلافتؑ پر ہے۔اور ہماری تمام عبادات ورسومات میں اِسی کو پہلا نمبر دیا گیا ہے۔اس کے بغیر نہ ایمان مقبول ہے نہ عبادت شمار ہے۔اس لئے کہ زندہ اسلام کی جڑ بھی امامتؑ ہے اور اس کی چوٹی بھی امامتؑ ہے اور امامؑ ہی سے نماز مکمل ہوتی ہے۔امامؑ ہی سے روزے حج اور جہاد کی تکمیل ہوتی ہے۔اگر نماز سے اماؑم کو نکال دیا جائے تو نکالنے والا ملت شیعہ سے خارج ہو جائیگا۔اور ایسی نماز پڑھنے والا جس میں

امامؑ کا ذکر تک نہ ہو۔ ناقص و ناکارہ نماز پڑھنے کی بناء پر ناکام رہے گا۔ اور ایسی نماز کو شیعوں کی نماز نہ کہا جائے گا۔

اِنَّ ا لْاِمَا مَةَ اسّ الا سلام النامی و فر عة السامی ۔ بـالامـام تمام الصلاۃ و الز کاۃ و الصیام و الحج و الجهاد..... (کافی کتاب الحجة جلد اول باب نادر صفحه386 ترجمه شیخ محمد باقر الکمرئی)

(2) اِمامؑ کے بغیر نماز و زکوٰۃ اور پورا اسلام باطِل ہوجاتا ہے

اَثَا فِی الاسْلاَمِ ثَلا ثَةٌ (1)اَلصَّلاۃِ (2)وَالزَّکاۃ (3)والو لایة۔ لَا تَصَحُّ وَاحِدَةٌاِلاَّ بِصَاحِبَتِهَا۔

(کافی کتاب الایمان والکفر باب دعائم الاسلام صفحہ 33 جلد 3۔ الکمر ئی)

۔''دین اسلام تین پایوں پر قائم ہے:۔ اوّل نماز (2) زکوٰۃ اور (3) ولایت۔

اِن میں سے کوئی بھی باقی ساتھیوں کے بغیر صحیح نہیں ہے یعنی اگر نماز کے ساتھ ولایت کو نہ رکھا جائے تو یقیناً وہ نماز باطل ہے۔ معصوم علیہ السلام کی اس حدیث کی تشریح میں علامہ محمدؒ باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ:۔

۔''مقصد یہ ہے کہ اُن بنیادوں پر اسلامی اَساس اسلئے قائم ہے کہ یہ اسلام کے اجزاء اور ارکان ہیں، لہٰذا اسی وجہ سے یہ بھی ممکن ہے کہ ولایت کے معنی یہاں عام لئے جائیں اور ولایت کو نماز میں توحید ورسالت کی دونوں شہادتوں کیساتھ شامل کیا جائے''۔ (کافی جلد 3 صفحہ 33۔ الکمر ئی)

> ۔''مـقصود از این که برا ینها ساز مان شده اند اینست کـه ایـنها اجزاء وارکان آنند ۔ بـنـابراین ممکن است مقصود از ولایت معنی اعم شامل شهادتین باشد ''۔

(3) ولایتؑ، نماز اور روزہ اور زکوٰۃ وحج سے افضل اور اُن کی کنجی ہے

اِمام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ۔''اِسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

اوّل نماز (2) زکوٰۃ (3) روزہ (4) حج (5) ولایتؑ۔

ولایتؑ اُن چاروں سے افضل اور ان کی کنجی ہے۔

یعنی اگر نماز میں سے ولاؑیت کو نکال دیا جائے تو نماز کے فوائد ونتائج مقفل اور نا قابل حصول ہوجائیں گے''۔

(کافی کتاب الایمان والکفر، باب دعائم الاسلام، جلد 3 صفحہ 36۔ الکمر ئی)

(4) مندرجہ بالا چاروں چیزیں بعض حالات میں نظر انداز کی جاسکتی ہیں مگر ولایت ہر حال میں برقرار رہتی ہے (جعفر صادقؑ ۔ کافی)

مثلاً کفار و بے دین اسلامی عبادات بجالانے میں قتل و غارت کرتے ہیں تو ولایت برقرار رہے گی۔ یعنی ہم پہلے کفار سے جنگ کریں گے۔ غالب آنے کے بعد عبادات شروع کریں گے ولایت جنگ کے دوران برقرار رہی ہے۔

(5) جب بھی اعلان توحیدورسالت کیا جائے لازم ہے کہ علیؑ کی حکومت کا بھی اعلان کیا جائے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

۔''تم میں سے جب بھی کوئی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہے اُسے چاہیے کہ لازماً ساتھ ہی علیؑ امیر المومنین بھی کہا کرے''۔

فاذا قال احد کم لا اِلٰهَ الا اللّٰه و محمد رسول اللّٰه فَلْيَقُلْ علیؑ امیر المومنین''۔(احتجاج طبرسی)

یہاں تک یہ معلوم ہو گیا کہ ولایت وامامت وخلافتِ علی مرتضیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اور اس ایمان کا اپنی عبادات میں اعلان کرنا ہم پر واجب ہے اور چونکہ یہ ایمان واعلان تمام عبادات کی کنجی ہے۔اس لئے نماز اور دیگر عبادات کے نتائج وفوائد حاصل کرنے اور نماز وعبادات کو مقبول بنانے کے لئے یہ ایمان واعلان واجب کیا گیا ہے۔لہٰذا جو اس واجب پر عمل نہیں کرتا اُسے نہ صرف نماز وعبادات کے فیوض وفوائد سے محروم رکھا جاتا ہے بلکہ ایسے اشخاص ولایت محمدؐ وآل محمدؐ سے خارج ہو جاتے ہیں۔آج ہماری زبوں حالی کا واضح سبب ہمارے سامنے ہے اور چونکہ ولایتِ محمدؐ وآل محمدؐ ہی شجر اسلام کی جڑ ہے اور یہی اسلام کی چوٹی یا پھُننگی ہے۔اس لئے جب یہ منوالیا جاتا ہے کہ نبوّت برحق ہے اور لوگ نبیؐ کو ماننے لگتے ہیں تب اسلام کے باقی احکام باری باری منوائے جاتے ہیں۔یہی سبب ہے کہ اعلانِ نبوّت کے ساتھ ہی ساتھ اعلان ولایتؑ وخلافت ووزارت کیا جاتا ہے اور پہلا حکم یہی دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ علیؑ ہے۔اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔پھر تکمیل کار کے دوران بار بار ولایتؑ وخلافتؑ وامامت کا اعلان ہوتا رہتا ہے اور تکمیل یہ کہہ کر کی جاتی ہے کہ دیکھو یہ علیؑ ہے جو مجھے اور اللہ کو اپنا مولا مانتا ہے اس پر لازم ہے کہ اُسے بھی مولا مانے اور اطاعت کرے۔یوں بات اور عمل واطاعت اسلام میں ولایت سے شروع ہوتی ہے اور کارِ نبوّت ولایت کو سپرد کر کے ختم ہوتا ہے۔یہ ہے ولاؔیت کو دین کی جڑ اور پھُننگی کہنے کے معنی اور یہی وجہ ہے کہ ہر عبادت اعلان ولایتؑ کے بغیر مردُود وبے نتیجہ ہو جاتی ہے۔

حقیقی نماز پورا دین ہے۔فروع یا جزو دین نہیں ہے

اِقَامُ الصَّلٰوةِ اِنَّهَا الْمِلَّةُ (نہج البلاغہ)(ترجمہ مفتی جعفر۔خطبہ نمبر 108 صفحہ 313)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ:۔''نماز کا قیام پورے دین یا مِلّة کو قائم کرتا ہے''۔اور آپ نے مومنین کو یہ حکم دیا کہ:

۔'' وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ شَیْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبَعٌ بِصَلَاتِكَ''۔

(نہج البلاغہ جلد سوم عہد نامہ نمبر 27 صفحہ 50۔ترجمہ مفتی جعفر حسین)

تمہارے تمام اعمال نماز کے ماتحت رہ کر نماز کی اتباع کریں یہ فرمان اُس حدیث کے سامنے رکھ دیں جس میں ولایتؑ کو نماز، زکوٰة، روزہ، حج وجہاد سے افضل کہا گیا تھا۔معلوم ہوا کہ جب ولایتؑ نماز وعبادات سے افضل اور اُن کی کنجی ہے تو انسان

کے تمام اعمال وعبادات اور پوُرا دین حقیقتاً ولایتؑ کے ماتحت رہیں گے اور ولاؑیت کی اتباع کریں گے۔ اور اگر اعلان وایمانِ ولاؑیت کو نماز سے الگ کرلیا جائے گا تو سارا دین وملّت بےنتیجہ ہوکر رہ جائے گا۔ یہی بات اللہ نے قرآن میں کافروں کے منہ سے قبول کرائی ہے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی بتائی ہوئی نماز پر لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

۔''اے شعیبؑ کیا تیری نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموال وغیرہ کو اپنی مرضی سے خرچ نہ کریں یقیناً آپ بڑی ٹھنڈی مار دینا چاہتے ہیں''۔(سورۂ ھود 11/87)۔

یہاں تک یہ ثابت ہوگیا کہ ہمارے تمام پروگرام تمام اعمال وعبادات نماز کے ماتحت رہیں گے اور نماز کی کنجی یعنی ولاؑیت کو الگ نہ کیا جائے گا۔ بلکہ نماز کو ولایتؑ کے ماتحت رکھا جائے گا۔ ورنہ تمام اعمال وعبادات بےکار وبےنتیجہ بلکہ نقصان دہ ہوکر آپ کو تباہ کریں گے۔

ولایتؑ ہی مکمل دین ہے۔ تمام انبیاؑ ولایتِ علوؑیہ کو قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے

حدیث کی معتبر ترین کتاب اصول کافی، کتاب الحجة کے باب فیه نکت و نتف من التنزیل فی الولایة میں بانوے احادیث ولایتؑ کی پوزیشن بیان کرتی ہیں۔ ہر حدیث میں اِمام معصومؑ کسی آیت کی تفسیر کرکے مقامِ ولایت پر بیان دیتے ہیں۔ ہم اُن بانوے احادیث میں سے چند احادیث کا خلاصہ حدیث کا نمبر اور مذکورہ سورہ اور آیت کا نمبر لکھتے ہیں سنئے:۔

(1) صحفِ ابراہیمؑ اور موسٰیؑ کی کتابوں کی تعلیم کا لُبِّ لُباب ولایتؑ کی تنفیذ تھا۔ (حدیث نمبر 30۔آیت 19-87/18)

(2) رسولؐ اللہ جو کچھ لائے اس کا خلاصہ ولایتؑ ہے۔ (حدیث 6۔آیت 5/66)

(3) وہ دین حنیف جس پر رسولؐ اللہ کو اپنی تمام تر توجہات مرکوز رکھنے کا حکم ملا تھا وہ ولاؑیت تھی۔(حدیث 35۔آیت 30/30)

(4) رسوؐل اللہ جس حق کو نافذ کرنے کے لئے مبعوث ہوئے وہ ولاؑیت تھی۔ (حدیث 59۔آیت 170-4/168)

(5) جس رنگ کو اللہ کا رنگ فرمایا وہ ولاؑیت ہے (حدیث 53۔آیت 2/138)

(6) هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ۔

قَالَ هُوَالَّذِیْ أَمَرَ رَسُوْلَه بِالْوَلَایَةِ لِوَصِیِّهٖ وَالْوَلَایَةِ هِیَ دِیْنُ الْحَقِّ (حدیث 91۔آیت 48/28)

۔''اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسوؐل کو دینِ حق کے ساتھ بھیجا۔ امامؑ نے فرمایا کہ ولاؑیت ہی دینِ حق ہے اور اللہ نے رسوؐل کو اپنے وصیؑ کی ولاؑیت قائم کرنے کا حکم دیا تھا''۔

مومنین سوچیں کہ جن لوگوں نے ہمیں نماز میں اس ولاؑیت کے اقرار واعلان سے منع کیا تھا کیا وہ شیعوں کے دوست ہوسکتے ہیں۔ اور کیا اس کے بغیر نماز قبول ہونا چاہیے؟۔

جن لوگوں نے ولاؑیت کو کبھی پسند نہ کیا وہ حقیقی مشرک ہیں

(1) جس چیز کو رسوؐل کی فرقانی قوم (25/30) نے اختلاف کی بنیاد بنا کر دین کو تبدیل کیا وہ ولایتؑ ہی ہے۔

(حدیث48۔آیت 51/8-9)

مومنین نوٹ کر لیں کہ ہمارے عقائد کی بنیاد خلافت بلافصل یعنی ولایتؑ پر ہے۔

(2) جس شرک سے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور جو ہرگز معاف نہ ہوگا وہ ولایتؑ میں کسی اور کو شریک کرنا ہے۔

(حدیث76۔آیت 39/65)

ولایتؑ کے مستقل اقرار و اعلان پر نجات اور معاشی فراوانیاں منحصر ہیں

(1) جس طریقہ پر مستقلاً قائم رہنے سے نعمتوں سے مالا مال کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قیام ولایتؑ ہے۔

(حدیث39۔آیت 72/16)

(2) نجات نوعِ انسان اور اُن کی معاشیات میں فراوانی کا ذریعہ ولایتؑ ہے۔ (حدیث49۔آیت 90/11-13)

یہ کلام اللہ و کلام معصومینؑ سے ولایتؑ کی پوزیشن ہے ۔ماننے نہ ماننے اور اختیار و اعلان کرنے نہ کرنے میں آپ مختار ہیں ۔ ہماری ذمہ داری بتانا اور سمجھانا ہے۔

وہ اذان اور نماز جو شیعوں میں رائج کی گئی باطل حکومتوں کو اطمینان دلاتی ہے

یہ اذان جو آپ جانتے اور دیتے چلے آ رہے ہیں رسولؐ کے زمانے میں شروع ہوگئی تھی۔ جسے نہ معلوم کب بند کیا گیا تھا۔ یقیناً بعد کی حکومتوں نے اس واقعہ کو چھپانے کی کوشش کی لیکن حقیقت چھپ نہیں سکی۔ لہٰذا ایک سخت متعصب شخص امام ابواللیث الھر وی کی عبارت کا ترجمہ اور چند سخت جملے اسی کی زبان میں سن لیں۔

۔''یہ رسوؐلِ خدا کی حیات کے زمانے میں چھ مہینے کی مدت میں اور پھر نو (۹) مہینے کے اندر اندر یہ قول پانچ دفعہ کہے جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ وہاں سے رافضوں کو یہ موقع ملا کہ ان الفاظ کو اذان اور اقامت میں کہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اُن الفاظ کے کہنے کا حکم منسوخ ہوگیا۔ اسلئے کہ بڑے شیخوں نے اپنی خلافتوں میں ان الفاظ کو کبھی نہیں کہنے دیا۔ بلکہ اگر کوئی ایک شخص بھی اُن الفاظ کو اذان و اقامت میں کہہ دیتا تھا تو حضرت فاروق اس کو ادب سکھانے کے لئے

درحین حیات رسوؐل خدا پنج بار درمدّتِ ششماه و نهہ ماه اتفاق این مقال افتاد .رفضه را ازیں جادست داده کـه ایں الـفـاظ در اذان واقـامت می بردارند امـا نـمیدانند که این حکم منسوخ شده ـ که مشائخ صحابه گاهے آن را در زمانۂ خلافت خود در آذان و اقامته نه گفته اند بلکه احدے اگر این امر جرأت کرد حضرت فاروق اُورا بتادیب شدید میگرفت''

بڑی سختی سے پکڑتے تھے۔''(فارسی عبارت برابر جاری ہے اور ہم نے پوری لکھی ہے یہاں چند جملے اور لکھتے ہیں)

۔'' یہ رافضی لوگ خود کو علیؑ سے چپکاتے ہیں اور منسوخ حدیث پر عمل کرتے ہیں۔انھوں نے اذان واقامت میں علیاً ولی اللہ کہنا اپنا شعار بنالیا ہے۔اور ایسا کہنے کو حقیقی دین سمجھتے ہیں۔یہ نہیں جانتے کہ بڑے صحابہ نے علیاً ولی اللہ کو بند کرنے میں بڑی کوشش کی تھی۔اگر یہ جائز ہوتا تو وہ پہلے خود اس پر عمل کرتے''۔(یہ عبارت ابواللیث نے علامہ عسقلانی کی کتاب فضائح الروافض سے لکھی ہے)

خود را بعلیؑ می چسپانند بروایت منسوخه متمسک میشوند چنانچه شعار خود ساخته اند که دراذان واقامت عَلیًا وَلی اللّٰه میگویند و این گفتن راعین دین می انگارند ونمی دانند که اکابر صحابه درترک آن کوشیده انداگر جواز میداشت از ایشان اول صادر میگردید این مبحث رادر کتاب معارفِ عثمانیه به بسط تام نوشته ام'' (عبدالرحمٰن عسقلانی)

اختصار کی بنا پر نہ پوری عبارت لکھی نہ اس پر تنقید کرسکتا ہوں۔یہ سمجھ لیں کہ اعلانِ ولایت کا حکم دیا گیا۔عمل ہوا، ہوتا رہا۔مناسب وقت پر کوشش سے بند کیا گیا۔جب علیؑ واولادِ علیؑ پر (معاذ اللہ) لعنت کرنے لگے تو اس صدی میں پھر خلافت عباسی میں یقیناً بند رہا۔چوتھی صدی میں حقیقی مومنین نے پھر شروع کردیا۔تو اب شیعہ علما نے اُن لوگوں پر لعنت شروع کردی جنھوں نے اذان واقامت وغیرہ میں اِعلان ولایت شروع کیا تھا۔(حدیث کی معتبر ترین کتاب الفقیہ باب الاذان)اوراذان میں الصلٰوۃ خیر من النوم کہنے کو جائز مان لیا۔لہٰذا یہ موجودہ اذان جنھوں نے شروع کی تھی وہ بعض شیعہ علماء کے نزدیک لعنتی تھے اور اُن کو جب موقعہ ملتا تھا حکومتوں سے قتل کرادیا جاتا تھا۔بڑی قربانیوں کے بعد یہ اذان جاری ہوئی۔مگر لعنت بھیجنے والے علماء کی کتابوں میں یہ آج بھی غلط ہے۔اسکے بغیر اذان مکمل اور صحیح ہے۔اس قسم کے علماء نے آئمہ معصومینؑ کی احادیث میں سے چُن چُن کر یہ نماز تیار کی جو شیعوں کی کثرت ہزار سال سے پڑھ رہی ہے۔اس نماز میں انھوں نے وہ تشہد اختیار کیا جسکو حدیث کی تمام معتبر کتابوں (چاروں کتابوں) میں گھٹیا تشہد فرمایا۔جسے قلیل ترین تشہد فرمایا۔جسکے بغیر نماز کو جائز کہا۔جسے سنت بھی فرمایا الغرض احادیث میں سے وہ احکام اختیار کر کے شیعوں میں حکومتوں کی طاقت سے رائج کردیئے جو آئمہؑ نے تقیہ کے زمانے میں شیعوں کی جان و مال محفوظ رکھنے کیلئے دیئے تھے۔تاکہ دیکھنے والے اُنہیں اہلسنت سمجھیں۔اور رپورٹ کر کے قتل نہ کرائیں۔اور جس تشہد کو آئمہؑ واجب قرار دیتے تھے۔جسے پسند فرماتے تھے۔جسے بلند آواز سے پڑھنے پر قتل لازم تھا۔اور جسے عہدِ معصومینؑ کے تمام شیعہ خاموشی سے پڑھتے تھے۔وہ وہی تھا جو ہم نے نماز کے مسائل میں لکھا ہے۔وہ تشہد نہ صرف واجب ہے بلکہ اُس کو جان بوجھ کر نہ پڑھنے والا ملّتِ معصومؑین سے خارج ہے۔ہمارے نزدیک اور قدیم شیعوں کے نزدیک اذان واقامت ونماز میں ''عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِی رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلا فَصْل''۔کہنا واجب ولازم و فرض اور حقیقی دین ہے''۔جیسا کہ سُنی عالم نے بھی مانا ہے مگر

آ ج شیعوں کے تمام گروپ خواہ۔ ''ڈھکوی'' ۔قسم کے شیعہ ہوں یا۔ ''شیخی'' ۔قسم کے شیعہ ہوں یا لقمانی ہوں سب اذان میں اس ولایت کو جزوِاذان نہیں مانتے اورنماز میں ہرگزنہیں پڑھتے اوراکثر علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ اس سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔حالانکہ احادیث کی معتبر ترین کتابوں میں وہ تشہد بھی لکھا ہوا آج تک موجود ہے جسے آئمہ معصومین علیہ السلام نے واجب وفرض فرمایا۔ جسے افضل تشہد قراردیا۔اور یہ سب کچھ اُنہی کتابوں میں ہے۔ہم یہاں اُنمیں سے ایک تشہد لکھ کر مسائل نماز شروع کردیں گے۔

<u>سنیئے اورسوچیئے کہ یہ تشہد شیعوں کی نماز میں کیوں جاری نہ کیا گیا؟</u>

۔''اللہ کے نام سے شروع اوراسی کے نام سے وابستہ رہ کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہرقسِم کی ستائش اللہ ہی کی ہوتی ہے۔اور ہر وہ نام اورلقب جو کائناتی حُسن بحال رکھتا ہوا اللہ ہی کیلیئے ہوتا ہے۔پھر میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اللہ تنہا و یگانہ ہے کوئی بھی اس کا ممد و معاون نہیں ہے۔اور میں اس پر شاہد ہوں کہ بالتحقیق محمدؐ اللہ کے بندے اوراسکے آخری رسوؐل ہیں۔ اللہ نے ان کو حقائق دے کر بھیجا اورقیامت تک کیلیئے انہیں اچھی کارکردگی پر بشارتیں دینے والا اور بُرے اعمال کے نتائج سے قبل ازوقت خوف زدہ کرنے والا بنا کر بھیجا۔میں گواہ ہوں کہ تو یقیناً اچھا رب ہے اور یہ کہ محمدؐ اچھے رسوؐل ہیں۔اور یقیناً علیؑ اچھے حاکم ہیں اور یہ کہ جنت حق ہے جہنم بلاشک موجود ہے۔موت حق ہے۔قبروں سے حساب کے لئے اُٹھنا حق ہے۔میں حمد کرتا ہوں اس کی

۔''بسم اللّٰہ و باللّٰہ والحمدلِلّٰہ والاسماء الحسنٰی کلھا للّٰہ اشھدَان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریکَ لہ و اشھدَانَّ محمدًا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرًا و نذیرًا بین یدی الساعۃ اشھد انّک نعم الربّ و اَنّ محمّدًا نعم الرّسول وانّ عَلِیًّانعم المولٰی وانَّ الجنّۃحقٌ والنارحق والموت حق والبعث حق و اَنّ السّاعۃ اتیۃٌلا ریب فیھا و اَن اللّٰہ یبعث من فی القبور۔ الحمدللّٰہِ الّذی ھدٰنا لھذاوما کنّا لنھتدی لو لا اَن ھدٰنَا اللّٰہ اللّٰھم صلّی علٰی محمّدٍ و آلِ محمّدٍ وارحم محمّدٍ و آلِ محمّدٍو بارک علٰی محمّدٍ وآلِ محمّدٍ و تفضل علٰی محمدٍ و آل ِمحمّدٍ افضل ما صلیت و ترحّمتَ وبارکت و تفضلّت و سلَّمت عَلٰی ابراھیم و آل ابراھیم فی العالمینَ اِنّک َحمیدٌ مجیدٌ۔ اللَّھم صلّی علٰی محمدٍ المصطفٰی و علیٍّ المرتضٰی و فاطمۃ الزّھراءِ والحسَنؑ والحُسینؑ والائمۃالرَّاشدین مِن اٰلِ طٰہَ وَ یٰسین اللّٰھم صلی علٰی نورکَ الانور وعلٰی حبلک الاطول وعلٰی عُروتک الا وثق و علٰی وجھک الاکرم و علٰی جنبک اوجب و علٰی بابک الا ذکی و مسلک الصراط۔ اللَّھم صلی علٰی الھادین المھدیین الرَّاشدین الفاضلین الطیبین الطاھرین الاخیار الابراراللَّھم صلّی علی جبرئیل و میکائیل و اسرافیل وعزرائیل مَلٰئِکَتِکَ المقربین وانبیائِکَ المرسلین ورسلک اجمعین من اھل السماوات والارضین و اھل طاعتک اکتعین واخصص محمداً صَلّی اللّٰہ علیہ واٰلہ بافضل الصَّلاۃ والتسلیم''۔ (حدائق الناضرہ ۔ فقہ الرضوی کتاب الصلٰوۃ)

جس نے ہمیں دین اسلام کی ہدایت کی وہ ہدایت نہ کرتا تو ہمیں ہدایت نہ ہوتی اے اللہ بھیج دُرُود محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور رحم کر محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور برکت نازل کر محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور فضل کر محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اس سے بھی بڑھ کر جو تو نے پوری کائنات میں ابراھیمؑ اور سابقہ آلِ ابراھیمؑ پر صلوٰۃ بھیجی تھی اور رحمت نازل کی تھی اور برکت عطا کی تھی اور فضل و کرم کیا تھا۔ یقیناً تو مجسم بزرگی اور حمد وثنا کا حقدار ہے۔اے اللہ پھر درود بھیج محمد مصطفیٰؐ پر اور علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پر اور اُن آئمہؑ پر جو مجسمہ رشد و ہدایت اور طٰہٰ و یاسین لقب والے محمدؐ کی آلؑ سے ہیں۔اے اللہ صلوٰۃ بھیج اپنے نور کے سب سے زیادہ منوّر کرنے والے وجود پر اور اپنے تعارف اور راہنمائی کے سب سے طویل سلسلے پر اور اپنی سب سے مستحکم دستاویزی سند پر اور اپنی سب سے بزرگ و مفید وجہؑ پر اپنے سب سے زیادہ واجب جانبدار پر اور اپنے پاک ترین دروازے پر اور اُس پر جو مجسم مذہب اور صراط مستقیم ہے۔اے اللہ پھر درود بھیج ان ہدایت کاروںؑ پر جو ہدایت یافتہ اور مجسم رشد و فضائل ہیں پسندیدہ اور پاکیزہ اور پارسا صاحبانؑ اختیار و خیر ہیں اے اللہ صلوٰۃ بھیج جبرائیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ اور عزرائیلؑ پر اور اپنے تمام مقرب بارگاہ فرشتوں پر اور تمام اُن نبیوںؑ پر جو تیری طرف سے ارسال ہوئے۔اور تیرے تمام رسولوںؑ پر جو آسمانوں اور زمینوں میں تعینات رہے۔اور اُن پر جو تیری فرمانبرداری میں مستعد رہتے ہیں۔اور محمدؐ اور اُن کی آلؑ کو اپنے بہترین اور بزرگ ترین دُرود کے لئے مخصوص فرمالے''۔

نماز کے آخر میں تشہد کے بعد سلام

یہ بھی سوچتے رہیں کہ یہ سلام علماء نے نماز میں کیوں جاری نہ کیا؟ سنئے!

''السّلام علیک یا ایُّھا النبیؐ و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ۔ السلام علٰی محمدؐ ابن عبداللّٰہ خاتم النبین ۔ السلام عَلَی الائمۃ الراشدین المھدئین السلام علٰی جمیع انبیاءؑ اللّٰہ و رسلہؑ و ملائکۃ السلام علینا و علٰی عباداللّٰہ الصالحین ''۔ (من لایحضر الفقیہ صفحہ 87)	۔''سلام اور اللہ کی رحمت ہو آپؐ پر یا نبیؐ اور برکتیں نازل ہوں آپؐ پر۔سلام ہو محمدؐ بن عبداللہ خاتم النبین پر۔سلام ہو اُن اِماموں پر جو مطلق طور پر رشد و ہدایت کے حامل اور بُرائی و گمراہی سے منزّہ تھے۔سلام ہو اللہ کے تمام رسولوںؑ اور نبیوںؑ پر اور ملائکہؑ پر۔اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر''۔

مومنین ہم نے اختصار کی بناء پر اس عنوان کے ساتھ بڑا ظلم کیا۔ایک سو باسٹھ صفحات کی گردن کاٹ کر سولہ قلمی صفحات میں رگڑ دیا ہے۔لیکن اہل ایمان کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔ نہ ماننے والوں کے لئے لاکھوں کتابیں بھی کافی نہیں ہوتیں آپ یہ تشہد اور

سلام دیکھیں اور پھر اُس تشہد پر نظر ڈالیں جو علماء نے پسند کیا۔ مومنین میں رائج کیا اور سب کو جاہل رکھ کر۔ دلیل وثبوت مانگنے کو حرام کر کے مُقلّدِ بنا کر یہ پتالگانے کی راہیں بند کر دیں کہ اُس نماز اور تشہد وسلام کا معصومینؑ کے فرمانات سے کیا تعلق ہے؟ ہم نے مختصر ترین تشہد مسائل میں لکھ دیا ہے اُس سے کم پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوگی اگر اس نے یہ کتابچہ پڑھنے کے بعد بھی اعلانِ ولایت اختیار نہ کیا۔

نماز کے یومیہ احکام

وضو کی تعریف! چہرہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سے اُنگلیوں تک دھونا اور سر کا اور دونوں پیروں کا مسح کرنا وضو کہلاتا ہے۔

حکم نمبر 1۔ چہرہ کا دھونا! چہرہ پیشانی کے بالوں سے لیکر ٹھڈی کے نیچے تک اور چوڑائی میں دونوں کانوں کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں۔ وضو میں یہ حصہ دھونا لازم ہے اس میں کمی سے وضو نہ ہوگا۔ گردونواح میں زیادہ دھولیا جائے تو حرج نہیں ہے۔

حکم نمبر 2۔ ہاتھوں کا دھونا! ہاتھوں کو کہنیوں سے ذرا اُوپر سے نیچے انگلیوں کی طرف دھونا لازم ہے۔

حکم نمبر 3۔ سر کا مَسح! بھیگا ہوا ہاتھ پھرانے کو مَسح کہتے ہیں۔ لازم ہے کہ سر میں پانی کی ٹھنڈک یا گرمی محسوس ہو۔ بالوں پر ہاتھ پھرانا مسح نہیں ہے۔ ایک انگلی سے تین اُنگلیوں تک بالوں کی جڑوں میں پھرادینا کافی ہے بال نہ ہوں تو چپٹی اُنگلیاں پھرانے سے مسح ہوجائے گا۔ آگے سے پیچھے کو یا پیچھے سے آگے کو سارے سَر کی شرط نہیں۔

حکم نمبر 4۔ پَیروں کا مسح! پیروں کی انگلیوں سے پورا ہاتھ پھیلا کر ٹخنوں کی سیدھ تک اُوپر کو ہاتھ پھرانے سے مسح ہوجاتا ہے۔ دونوں ہاتھوں سے دونوں پیروں کا ایک دَم یا باری باری دہنے ہاتھ سے دہنے پیر کو اور بائیں ہاتھ سے بائیں پیر کو مسح کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہاتھوں کی اُنگلیاں پیروں کی اُنگلیوں پر رکھ کر اُوپر کو ہاتھ کھینچیں۔

حکم نمبر 5 مسح کے لئے ہاتھوں کو لگا ہوا ہی پانی کافی ہے جو وضو کے دوران لگا تھا۔ الگ سے پانی میں ہاتھ ڈبو کر مَسح کرنا وضو کو ضائع کرتا ہے۔

وضو کے شرائط

حکم نمبر 6۔ نیت! وضو کرنے سے پہلے اُس عمل کو ذہن میں رکھنا چاہئے جس کے لئے وضو کیا جارہا ہے۔ اگر وہ عمل لازم یا واجب ہوتو نیت میں واجب کہا جائے گا۔ اگر سنت ہوتو سنت کہنا ہوگا۔

مثلاً وضو کرتا ہوں واجب نماز کیلئے **واجب قُرْبَةً اِلَى اللّٰه. اَللّٰهُ اَكْبَر**

حکم نمبر 7۔ جواز! وضو جائز نہیں اگر جسم کِسی جگہ سے ناپاک ہو یا کوئی غسل واجب ہو یا پانی خالص نہ ہو یعنی ذائقہ، رنگ اور بُو

بدلے ہوئے ہوں ۔اسی لئے سُنت ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیں ۔اس سے رنگ معلوم ہوجائے گا۔پھر منہ کے اندر پانی ڈالیں غرارہ اور کُلّی کریں تو ذائقہ معلوم ہوگا۔پھر ناک میں پانی ڈال کر صاف کریں تو بُو کا پتہ چل جائے گا۔

حکم نمبر 8۔ترتیب! پہلے چہرہ دھوئیں پھر دہنا ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ دھوئیں۔اور نیا پانی لئے بغیر پہلے سر کا۔پھر دہنے و بائیں پیر کا مسح کریں۔اِس ترتیب کو بدلنے سے وضو باطل ہوجائے گا۔

حکم نمبر 9۔تسلسُل! وضو کے تمام اعضاء کو لگا تار بِلا وقفہ دھونا اور مسح کرنا واجب ہے۔یعنی کوئی عضو خشک نہ ہونے پائے۔ سلسلہ وار اور ترتیب وار وضو کریں۔

حکم نمبر 10۔وضو میں مدد لینا! اگر خود وضو نہ کرسکیں تو دُوسروں کی مدد سے وضو کرسکتے ہیں۔یعنی مددگار کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ سمجھ لیں چنانچہ مددگار ترتیب و تسلسل سے وضو کردے۔

حکم نمبر 11۔اندیشہ! پیاسا رہ جانے ، بیمار ہوجانے اور کسی خطرہ کے پیش آجانے کا اندیشہ ہو تو وضو کی جگہ تیمّم کرسکتے ہیں۔اس لئے کہ نماز کا ایک بڑا مقصد صحت وسلامتی اور مسلسل تندرست رہنا بھی ہے۔

حکم نمبر 12۔جسمانی نقص! پھوڑے، پھنسی یا جہاں مرہم یا پھایا لگا ہوا ہو اُس جگہ کو محفوظ رکھ کر باقی اعضاء پر وضو کیا جاسکتا ہے۔ یہی حکم پلاسٹر یا بڑی پٹی کے لئے ہے اندیشہ ہو تو حکم نمبر ۱۱ پر عمل کریں۔جو ہاتھ کٹا ہوا ہو تو اس سے وضو ساقط ہے۔ باقی موجود اعضاء پر بدستور وضو یا تیمّم کرنا ہوگا۔

یاد رکھو اسلام میں ہماری قوت وطاقت اور صورت حال کے خلاف احکام نہیں ہیں۔

وضو باطل ہونے کی صورتیں

حکم نمبر 13۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے

(1) پیشاب۔ (2) پیخانہ۔ (3) معدہ سے نکلی ہوئی وہ ہوا جو پیخانے کے مقام سے نکلے۔
(4) دیوانگی۔ (5) مَستی ، بے ہوشی یا نشہ۔ (6) نیند جس میں دیکھنے اور سُننے کی حِس نہ رہے۔
(7) مُردہ کو چھونا۔ (8) حیض (9) نفاس ، بچہ کی پیدائش کے بعد جو رطوبتیں جاری ہوتی ہیں۔

حکم نمبر 14۔ وضو کے واجب ہونے کی صُورتیں

(1) واجب نماز بجالانے کیلئے ۔ (2) واجب طوافِ خانہ کعبہ یا زیارات معصومینؑ وشہدائے کربلا کیلئے۔
(3) قرآن مجید کے الفاظ یا معصومینؑ کے ناموں کے چھونے کیلئے۔ (4) اِمام آخر الزمان علیہم السلام سے استخارہ کیلئے۔
(5) معصومین علیہم السلام یا شہدائے کربلا کی نذر ماننے یا دینے کیلئے۔

تیمّم کے احکام

حکم نمبر 15۔ وضواور غسل کی جگہ تیمّم کی واجب صُورتیں

(1) پانی موجودنہیں۔ (2) پانی کا حصُول قدرت سے باہر ہے۔ (3) پانی کے حصول یا استعمال میں خطرہ ہے۔
(4) وقت کی کمی یا پانی کی کمی۔ ان تمام صورتوں میں واجب وضو یا واجب غسل کی جگہ تیمّم کر کے ہر عبادت بجالانا جائز ہے۔

حکم نمبر 16۔ تیمّم کن چیزوں سے کرنا چاہئے

(1) تیمّم خشک اور پاک زمین پر کیا جائیگا۔ (2) زمین موجود نہ ہو۔ مثلاً سیمنٹ کا فرش ہے۔ کشتی یا جہاز ہے تو مٹی، ریت گرد و غبار جمع کر کے تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ (3) مٹی کا پاک گارا یا پاک کیچڑ ذرا سا ہاتھوں پر لگا کر ہاتھوں کو خوب رگڑیں اور جب نمی جاتی رہے تو تیمّم کر لیں نمازی حضرات عمدہ اور پاک مٹی کوٹ کر ایک تھیلی میں محفوظ و موجود رکھتے ہیں جو وقت سے بچاتی ہے۔

حکم نمبر 17 تیمّم کا طریقہ! جن اعضاء کو وضو میں دھونا واجب تھا۔ اُن اعضاء پر تیمّم میں مٹی لگے ہوئے ہاتھوں سے مَسح کیا جائے گا۔ اور جن اعضاء پر وضو میں مَسح ہوتا ہے اُن کو چھوڑ دیا جائے گا۔ لہٰذا دونوں ہاتھ زمین پر ماریں کہ مٹی لگ جائے۔ پھر دونوں ہاتھ چہرہ پر پھرا لیں۔ دوبارہ دونوں ہاتھوں کو مٹی لگائیں اور بائیں ہاتھ کو دہنے ہاتھ پر پھرا لیں ۔ پھر دہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مل لیں۔

حکم نمبر 18۔ نوٹ **وضو کی طرح تیمّم میں بھی نیت لازم ہے**

تیمّم کرتا ہوں بالعوض وضو یا غسل (جنابت) کے واجب (یا سنُت) واجب قُربَةً اِلَی اللّٰهُ اَللّٰه اَکْبَر

تنہا تنہا نماز پڑھنے کے اوقات اور قبلہ وقیام

حکم نمبر 19۔ ظُہر وعَصر! سوُرج ڈھلنے سے غروب آفتاب تک وقت رہتا ہے مگر ہر حال میں ظہر کے بعد عصر پڑھی جائیگی۔

حکم نمبر 20۔ مغرب وعشاء! سوُرج غروب ہونے اور مشرق سے سُرخی غائب ہونے کے بعد آدھی رات سے پہلے پہلے تک۔ مغرب کی نماز عشاء سے قبل پڑھنا ہوگی۔

حکم نمبر 21۔ صُبح! جب اندھیری رات میں سفید دھاگے اور سیاہ دھاگے میں تمیز ہونے لگے (جسے صبح صادق کہتے ہیں)۔ اُس وقت سے آفتاب کی چمک نظر آنے تک سورج کا کنارہ نظر آتے ہی نماز صبح قضا ہو جاتی ہے۔

حکم نمبر 22۔ قضا نماز! قضا نماز، نکلتے اور ڈوبتے سورج کے وقت کے علاوہ کسی وقت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ جس وقت کی قضا ہو اُسی وقت میں پڑھی جائے۔

حکم نمبر 23۔ قبلہ کا حکم! مجبوری اگر نہ ہو تو خانہ کعبہ کی سمت یا شطر میں نماز واجب ہے۔ ورنہ اللہ ہر جگہ اور ہر طرف موجود ہے۔

حکم نمبر 24۔قیام! مجبوری نہ ہوتو کھڑا ہوکر نماز پڑھنا واجب۔ ورنہ مناسب صورت اختیار کرلیں۔

حکم نمبر 25۔نمازی کالباس! حیثیت اور حالات کے مطابق لباس صاف ستھرا، پاک اور حلال ہونا چاہئے۔ جسم کے وہ تمام اعضاء ڈھکنے ضروری ہیں جن کے کھلا رکھنے سے بے شرمی، بے حیائی، بدتمیزی اور غلط توجہ کا الزام عائد ہوتا ہے۔

حکم نمبر 26 اَذان

1	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	الگ الگ چار دفعہ کہا جائیگا
2	اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰہُ	دومرتبہ کافی ہے۔
3	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	دومرتبہ کافی ہے۔
4	اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَ لِیُّ اللّٰہِ ، وَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ، وَ خَلِیْفَتَهٗ بِلَا فَصْل	دومرتبہ کافی ہے۔
5	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ	دومرتبہ کافی ہے۔
6	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	دومرتبہ کافی ہے۔
7	حَیَّ عَلٰی خَیرِالْعَمَل	دومرتبہ کافی ہے۔
8	اَللّٰہُ اَ کْبَرُ	دومرتبہ۔
9	لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ	دومرتبہ۔

حکم نمبر 27۔ اقامت

1	اَ للّٰہُ اَ کْبَرُ	صرف دومرتبہ۔
2	اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ	دومرتبہ۔
3	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	دومرتبہ۔
4	اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَ لِیُّ اللّٰہِ ، وَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ،وَخَلِیْفَتَهٗ بِلَا فَصْل	دومرتبہ۔
5	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	دومرتبہ۔
6	حَیَّ عَلَی الْفَلَاح	دومرتبہ۔
7	حَیَّ عَلٰی خَیْرِالْعَمَل	دومرتبہ۔
8	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ	دومرتبہ۔
9	اَللّٰہُ اَکبَرُ	دومرتبہ۔
10	لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰہُ	صرف ایک مرتبہ کہا جائے گا

ترجمہ :۔ **اذان واقامت!**

(1)اللہ تصور میں آنے والی ہر بڑی چیز سے بڑا ہے۔ (2) اللہ کے سوا کوئی اور معبود یا قابل عبادت نہیں ہے۔
(3)میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ (4)میں شاہد ہوں کہ علیؑ اللہ کی طرف سے حاکم ہیں، اور دین اسلام کی اشاعت و تنفیذ کیلئے رسولؐ نے اُن کو وصیت کی تھی۔ اور وہ براہ راست رسولؐ کے بعد اللہ کے اور رسولؐ کے خلیفہ تھے۔
(5)نماز کی طرف آؤ۔ (6) رُستگاری اور فلاح کیلئے آؤ۔ (7)تمام اعمال سے زیادہ خیر فراہم کرنے والے عمل کی طرف آؤ۔
(8) اللہ ہر بڑی چیز سے بڑا ہے۔ (9)اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔(اقامت میں نمبر 8۔ یقیناً نماز قائم یا کھڑی ہوگئی ہے)

اذان واقامت کے احکام

حکم نمبر 28۔! اگر کسی مسجد سے دی گئی اذان سُنی ہو تو اپنی نماز کے لئے اَذان ضروری نہیں۔ صرف اقامت کہنا لازم و واجب ہے۔
(2) اذان واقامت کو بلند آواز سے کہنا صرف جماعت کے واسطے لازم ہے۔ ورنہ اپنے کانوں تک آواز آنا کافی ہے ۔
(3) جب اذان کی آواز کسی مسجد وغیرہ سے آئے تو مؤذن کے ساتھ ساتھ تمام جملوں کو دُہرانا واجب ہے۔
(4) جس اذان میں جملہ نمبر 4 نہ ہو یعنی شہادتِ ولایت ووصایت وخلافت نہ ہو آپ خود یہ جملہ کہہ کر اذان کو مکمل کرلیں۔ اذان کو ناقص نہ رکھیں۔
(5) ہمارے مذہب میں نبوتؐ کے بعد امامتؑ وولایتؑ، وصایت وخلافتِ معصومینؑ پر ایمان اور اس کا ہر حال میں اعلان و اشاعت واجب ہے۔ جو لوگ اس کو کسی حال میں بھی جُدا کرتے ہیں وہ مذہب محمدؐ وآل محمد علیہم السلام سے حقیقی تعلق نہیں رکھتے اسلئے کہ۔ **اللہ اور رسولؐ کو الگ الگ رکھنا حقیقی کفر ہے(نسآء 4/150-152)** اور رسولؐ اور علیؑ کو الگ الگ رکھنا ولایتؑ وامامتؑ سے خارج کرتا ہے۔(حدیث)

مَن قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَلیَقُلْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَمَنْ قَالَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَلْیَقُلْ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُومِنِیْنَ جس نے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہا اُس پر لازم ہے کہ **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ** کہے اور جو **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ** کہے اس پر لازم ہے کہ **عَلیٌّ اَمِیرُ الْمُومنین** کہے۔ یہ حکم عام ہے۔ جب بھی کلمہ پڑھا جائیگا یا جب بھی شہادت اِسلام دی جائیگی تو توحید ورسالتؐ واِمامت کو ساتھ ساتھ مشروط ولازم وبلا فاصلہ رکھا جائے گا۔ تاکہ اسلام کا وہ تصور واضح ہوجائے جو نبوت کے زمانے سے قیامت تک کا انتظام ظاہر کرے۔ البتہ خطرات کی صورت میں واجبات وفرائض عارضی طور پر ساقط ہوجاتے ہیں۔ مگر خطرات کو جڑ بنیاد سے اُکھاڑ کر مٹا دینا واجب ہوجاتا ہے۔ اور اِس سلسلے میں موت شہادت بن جاتی ہے۔ اسی لئے جہاد واجب ہے۔ ناتوانی کی صورت میں ہجرت اور جلاوطنی واجب ہے۔ اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔ لاکھوں جانیں قربان کرکے یہ اذان ونماز

قائم کی گئی تھی۔ ہجرت اور جلاوطنی سے، ہی ہم ساری دنیا میں پھیلے اور جہاں گئے اسی اذان و نماز کو قائم کیا۔ کسی بھی واجب حکم کو مستقلاً چھوڑ دینا کفر ہے اِسلام نہیں ہے۔ (4/150)۔

(6) قضا نمازوں میں بھی اذان و اقامت کی یہی صورت برقرار رہے گی۔ سُنتی نمازوں میں نہیں۔

نماز کے احکام اور طریقہ

حکم نمبر 29۔ قیام ۔ قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ دونوں ہاتھ فطری طور پر لٹکے رہیں گے۔ دونوں قدموں میں آرام دہ اور فطری فاصلہ رکھیں۔ کوشش کریں کہ بدن فطری طور پر سیدھا رہے۔ بیمار و ناتوان کا سہارا لینا یا بیٹھنا یا لیٹنا ہی اس کا قیام ہے۔ بیٹھ کر ہاتھ رانوں پر رکھے جائیں گے۔

حکم نمبر 30۔ نیّت: نیّت میں وقت، واجب یا سُنۃ وقضا اور قربت کا ذکر ضروری ہے مثلاً:۔

۔''نماز صبح ادا کرتا ہوں واجب (یا سُنۃ) قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہ''۔

حکم نمبر 31۔ مقصد: نماز کا مقصد اللہ کا تقرّب حاصل کرنا ہے۔ تقرّب کا عملاً حاصل ہو جانا ہی نماز کی صحت اور مقبولیت کی دلیل ہے۔ ورنہ رسمی اور دکھاوے کی نماز فضول ہے۔

حکم نمبر 32۔ اللہ کی توجہ اور قربت حاصل کرنا

نماز کی نیت کے بعد یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَتَوَجَّہُ اِلَیۡکَ بِمُحَمَّدٍوَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّ اُقَدِّمُھُمۡ بَیۡنَ یَدَیۡ صَلَاتِیۡ وَاَتَقَرَّبُ بِھِمۡ اِلَیۡکَ۔ فَاجۡعَلۡنِیۡ بِھِمۡ وَجِیۡھًا فِی الدُّنۡیَا وَالآخِرَۃِ وَ مِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ مَنَنۡتَ عَلَیَّ بِمَعۡرِفَتِھِمۡ فَاخۡتِمۡ لِیۡ بِطَاعَتِھِمۡ وَ مَعۡرِفَتِھِمۡ وَ وِلَایَتِھِمۡ فَاِنَّھَا السَّعَادَۃُ وَ اخۡتِمۡ لِیۡ بِھَا فَاِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر۔ (فقہ الرضوی، وسائل، مشارق اور الفقیہ) (کافی جلد 4 صفحہ 335)

۔''اے اللہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ذریعہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور تیرے اور اپنی نماز کے درمیان محمدؐ و آلِ محمدؐ کو مقدّم وسیلہ بناتا ہوں۔ اور اُنؑ ہی کے ذریعے سے تیری قُربت چاہتا ہوں۔ چنانچہ مجھے اُنؑ کے وسیلے سے دُنیا اور آخرت میں اپنے سے وابستہ اور اپنے مقرّبین میں داخل رکھ۔ تو نے جو مجھے اُنؑ کی معرفت عطا کر کے ممنون فرمایا ہے یہ تو ایک بڑی سعادت ہے۔ چنانچہ مجھے اس سعادت میں اور اُنؑ کی اطاعت اور معرفت میں اور اُنؑ کی ولایت میں اور اُنؑ ہی کے صدقہ میں درجہ کمال تک پہنچا دے۔ اور یہ سب کچھ تیرے لئے آسان ہے اس لئے کہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''اَللّٰہُ اَکبَر''۔

حکم نمبر 33۔ تکبیرتحریمہ: ۔قبلہ کی جانب رُخ کئے ہوئے دُعائے توجہ پڑھتے ہی ایک دم اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ کرقرأت شروع کر دیجئے۔ یہ اَللّٰهُ اَكْبَر ایسی تکبیر ہے کہ اس کے کہنے کے بعد خواہ مخواہ ہلنا جُلنا، کسی سے بات کرنا، کسی اور سمت میں منہ گھمانا وغیرہ وہ تمام کام حرام ہوجاتے ہیں جو اِس سے پہلے پہلے جائز تھے۔اِس لئے اس۔''اَللّٰهُ اَكْبَر''۔کوتکبیرتحریمہ(حرام کرنے والی تکبیر) کہا گیا۔ اب آپ کی نظریں سجدہ کی جگہ تک محدود رہنا چاہیں۔تکبیرتحریمہ سے لے کر نماز کے دوران جب بھی تکبیر کہی جائے گی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رکھتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک بلند کئے اور نیچے چھوڑے جانا واجب ہے۔اس کے بعد دُوسرا عمل شروع کیا جائے گا۔

حکم نمبر 34۔ قرأت یعنی قرآن کا پڑھنا

(1) پہلی اور دوسری رکعت میں مع بسم اللہ پہلے سورۂ حمد (فاتحہ) پھر مع بسم اللہ کوئی دوسری سورہ ہر واجب نماز میں واجب ہے۔ناتوانی اور بیماری اور وقت کی حادثاتی تنگی میں دوسری سورہ چھوڑ سکتے ہیں۔

(2) تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیئے۔

(3) صبح اور مغرب وعشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت بلند آواز سے کرنا اور ظہر وعصر میں آہستہ قرأت واجب ہے۔

(4) نماز میں جو کچھ بھی پڑھا جاتا ہے اس کو سمجھ کر اور صحیح پڑھنا واجب ہے۔ورنہ مستقل طور پر سمجھنے کی کوشش نہ کرنا اور بے معنی نماز پڑھے چلے جانا باطل ہے۔ایسی نماز مردود ہے۔

(5) دوسری سورۂ کی جگہ قرآن میں سے کہیں سے بھی تین آیات مُسلسل پڑھی جاسکتی ہیں۔

(6) نماز کے مقاصد میں سے ایک مقصد قرآن کو سمجھ کر حفظ کرنا بھی ہے۔آدمی آسانی سے روزانہ تین آیات یاد کرسکتا ہے۔

(7) سورۂ توبہ کے علاوہ ہر سورہ کے ساتھ **بِسم اللّٰه** پڑھنا واجب ہے۔

حکم نمبر 35۔ رُکوع یعنی ناتوانی ومحتاجی ظاہر کرنا

ہر رکعت میں ایک رُکوع کرنا واجب ہے۔قرأت ختم ہوتے ہی دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ کر خوب جھُک جائیں دونوں ہاتھوں سے گُھٹنے کی چپنی پکڑ لیں اور نظر دونوں پیروں کے درمیان رکھیں اور پڑھیں:۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِهٖ ۔میرا پروردگار تمام نقائص سے پاک اور عظیم ہے اور ستائش اُسی کا حق ہے۔

(2) یہ جملہ کم از کم ایک بار کہنا واجب ہے۔لیکن صرف واجب ادا کرنا گھٹیا لوگوں کا کام ہے۔

(3) رکوع چُھوٹ جائے تو نماز باطل ہے۔ (4) سر ٹکانے سے پہلے یاد آ جائے تو سجدہ سے پلٹ آؤ اور رکوع بجالاؤ۔ (5) ورنہ پوری نماز کو دوبارہ پڑھو۔ (6) بیٹھا ہوا شخص بیٹھے بیٹھے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جتنا ممکن ہو جُھک کر رکوع کرے۔ لیٹا ہوا شخص سر کا اشارہ کرے۔

حکم نمبر 36۔ رُکوع سے قیام میں آنا

رکوع کو مکمل کر کے۔ ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ'' ۔ (جس نے اللہ کی ستائش کی وہ اللہ نے سُن لی) کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ (بیٹھا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھ جائے) اور دُونوں ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں جائے۔ اس طرح سے کہ:۔

حکم نمبر 37۔ سجدہ کا طریقہ: پہلے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکاؤ۔ پھر دونوں گھٹنے رکھو۔ پھر پیشانی اور ناک ٹکاؤ اور پیر کے دونوں انگوٹھوں کو زمین سے نہ اٹھنے دو۔

(2) اور اب پڑھو۔ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ''۔ (میرا رب تمام نقائص سے پاک واعلیٰ ہے اور حمد وستائش اُسی کیلئے ہے) واجب کی بیگار ٹالنا ہے تو ایک دفعہ کافی ہے۔ یعنی گناہ گار بھی نہ رہو گے اور قربت بھی نہ ملے گی ۔

(3) سجدہ خاک شفاء پر کرنا چاہیئے۔ لاپرواہ اور بےحِس شیعہ اگر چاہیں تو زمین پر۔ پتوں پر اور تمام خاک بلا پر کرلیں۔

حکم نمبر 38۔ جلسہ یا وقفہ: حسبِ قاعدہ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے اُٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں کہ دونوں ہاتھ رانوں پر اور دہنے پیر کی پُشت بائیں پیر کے تلوے پر رہے اور پڑھیں۔ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہ''۔ (میں۔ اپنے پروردگار اللہ سے سامان تحفظ کا طلبگار رہوں اور اصلاح کے لئے اسی کی طرف پلٹتا ہوں)۔

(2) پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ بجالائیں۔

(3) پھر تکبیر کہتے ہوئے اٹھ کر حسب سابق بیٹھیں۔ یہاں پہلی رکعت مکمل ہوگئی۔

(4) اب دوسری رکعت کیلئے یہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں اور کھڑے ہو جائیں کہ:۔

بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ ، اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ (اللہ کے انتظام کیساتھ اور اُسی کی دی ہوئی طاقت سے میں اُٹھتا اور بیٹھتا ہوں)۔

(5) پھر حمد اور دُوسری سورۂ پڑھیں۔ (6) اور تکبیر کہہ کر ہاتھ نیچے چھوڑ دیں۔ پھر دُعا کیلئے دونوں ہاتھ اُٹھا کر پڑھیں۔

حکم نمبر 39 ۔ قنوت، دعائے بخشش

۔''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر''۔

۔''اے اللہ ہم سب کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہم سب کو بخیر و عافیت رکھ اور ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز کردے اور یہ سب کچھ

ہمیں دُنیا وآخرت میں بہم پہنچاتا رہ یقیناً تُو ہر چیز پر قادر ہے''۔

حکم نمبر 40۔ دوسری رکعت کا رُکوع اور سجدے: دُعائے قنوت کے بعد تکبیر کہہ کر حسب سابق رکوع اور پھر دونوں سجدے بجالائیں اور دوسرے سجدہ سے تکبیر کہہ کر با قاعدہ بیٹھ جائیں اور تشہد اس طرح پڑھیں کہ:۔

حکم نمبر 41۔ تشہد یعنی اسلام اور ایمان کا اعلان کرنا

''اَ شْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِ لَّا اللّٰہُ وَ حْدَ ہٗ لَا شَرِ یْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُولُہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَ لِیُّ اللّٰہِ وَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ خَلِیْفَتَہٗ بِلَا فَصْل اَ للّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔''

۔'' میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ تنہا و یگانہ ہے۔ اُس کا کوئی شریک کار نہیں ہے۔ اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں اور میں یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ علیؑ اللہ کی طرف سے حاکم اور رسولؐ کی طرف سے وصی اور رسولؐ کے بعد اُن کے خلیفہ ہیں۔ اے اللہ درود بھیج محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر''۔

(2) اگر یہ دو رکعتی نماز ہو تو تشہد کے بعد سلام پڑھا جائے گا۔

(3) ورنہ۔ ''بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّ تِہٖ ، اَ قُوْمُ وَ اَقْعُدُ''۔ پڑھتے ہوئے کھڑے ہوں گے اور تیسری و چوتھی رکعت پڑھیں گے۔ (اُن میں قنوت نہیں ہوگا)۔

(4) اور اگر تین رکعتی نماز ہو تو تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد تکبیر کہہ کر با قاعدہ بیٹھ جائیں اور تشہد اور اس کے بعد سلام پڑھیں اگر چار رکعتی نماز ہو تو چوتھی رکعت کے دُوسرے سجدہ سے تکبیر کہہ کر بیٹھ کر با قاعدہ بیٹھ جائیں اور دوبارہ مندرجہ بالا تشہد پڑھیں گے۔ اور پھر سلام بجالائیں گے۔

حکم نمبر 42 ۔ سلام

۔''اَ لسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَ یُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُاللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَاوَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ عَلٰی آبَائِکُمْ وَاُمَّھَاتِکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَ کْبَرُ''۔

۔''سلام ہو آپؐ پر یا نبیؐ اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں آپؐ پر نازل ہوتی اور ہمیں پہنچتی رہیں۔ سَلام ہم سب موجودین پر اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر۔ سَلام ہو آپؑ پر اے دورِ حاضر اور اِس زمانہ کے مالک امامؑ اور سَلام ہو آپؑ سب پر۔ اور آپؑ کے آبأء واَجدادؑ (آدمؑ تک) پر۔ اور آپؑ کی ماؤںؑ (حواؑ تک) پر، اور آپؑ سب پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہو کر ہم تک پہنچیں۔

(2) سامنے دیکھتے ہوئے دو دفعہ تکبیر کہہ دیں۔ نماز ختم ہوگئی اور وہ سب کام حلال ہو گئے جو تکبیر تحریمہ نے حرام کئے تھے۔

حکم 43۔ پانچ وقت کی واجب نمازوں کی رکعتیں!

﴿نمبر شمار﴾	☆اوقات نماز☆	﴿تعداد رکعت﴾
......نمبر 1......	......نمازِ صبح......	......2 رکعت......
......نمبر 2......	......نمازِ ظہر......	......4 رکعت......
......نمبر 3......	......نمازِ عصر......	......4 رکعت......
......نمبر 4......	......نمازِ مغرب......	......3 رکعت......
......نمبر 5......	......نمازِ عشاء......	......4 رکعت......

تمدنی ترقی کیلئے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھنا ہمارا طُرۂ اِمتیاز ہے۔

حکم 44۔ مختلف مسائل! نماز سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کیلئے رکوع و سجود کے ذکر کے بعد۔ دُعائے قنوت کے اوّل و آخر میں دُرود پڑھنا چاہیے۔

(2) نماز کو مذکورہ ترتیب کے ساتھ تسلسل سے بجالانا لازم ہے۔ ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔

(3) اعمالِ نماز کے علاوہ ہر عمل نماز کو باطل کرتا ہے۔

(4) جن چیزوں سے وضو باطل ہوتا ہے نماز بھی باطل ہو جاتی ہے۔

(5) شکوک و شبہات کو قطعاً نظر انداز کر دیں۔ نقص پر یقین ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھیں تا کہ وہم و گمان اور شک فنا ہو کر رہ جائیں ورنہ بُڑھاپے میں نماز پڑھنا اور اطمینان حاصل کرنا ممکن نہ رہے گا۔

(6) نماز کے بعد مندرجہ ذیل تسبیح پڑھیں۔

تسبیح جناب صدیقہ کبریٰ معدن رسالۃ حضرت فاطمہ زہراء

اَللّٰہُ اَکْبَر	34 مرتبہ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ	33 مرتبہ
سُبحَانَ اللّٰہِ	33 مرتبہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَّسُوّلُ اللّٰہِ عَلِیًّا وَ لِیُّ اللّٰہِ	1 مرتبہ
پھر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطے سے دُعا مانگیں۔	

(7) بلا دُعا مانگے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے

(8) نیت، تکبیر تحریمہ، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا، رکوع اور سجدہ چھوٹ جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

حکم نمبر 45۔ بُھول چُوک معاف ہے! بھُولے سے ناجائز یا ناپاک کپڑے میں نماز پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے۔ حکم نمبر 44 میں آٹھویں نمبر پر مذکورہ اعمال کے علاوہ کسی اور عمل کو بھول جانے اور بعد میں یاد آنے سے نماز باطل نہ ہوگی اگر سجدہ سہو کر لیا جائے۔

حکم نمبر 46 ۔ سَجدہ سہو کی نیت

سجدہ سہو بجالاتا ہوں تکمیل نماز کے لئے واجب قُرْ بَةً اِلَی اللّٰہ۔ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ کہہ کر سجدے میں چلا جائے۔

حکم نمبر 47۔ سجدہ کی تفصیل! کھڑے کھڑے یا نماز کی طرح بیٹھ کر نیّت کرے اور باقاعدہ سجدے میں جا کر یہ مختصر درود پڑھے۔

۔" بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٌ "۔" اللہ کے نام سے شروع اور اللہ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ وہ درود بھیجے محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر"۔ دو مرتبہ پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر بیٹھے۔ اور پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ اسی طرح بجالائے پھر اللہ اکبر کہہ کر تشہد اور سلام پڑھے۔ اور 2 دفعہ اللہ اکبر کہہ کر ختم کر دے۔

حکم نمبر 48۔ نماز قصر کے احکام!

قصر کیلئے مسافت! ایک ہی شہر کے اندر یا اِس کنارے سے اُس کنارے تک خواہ سو میل کا فاصلہ طے کریں۔ اِس کو سفر نہیں کہا جا سکتا۔ پیشہ ور یا کاروباری مقاصد کے لئے مسافت کا استقلال بھی قصر لازم نہیں کرتا۔ اور ایسی جگہ جانا جہاں اپنے گھر کی تمام سہولتیں موجود ہوں قصر کو ختم کر دیتا ہے۔ بلا ارادہ اور نیّت کے چلتے چلے جانا، خواہ کتنی بھی مسافت طے کریں قصر کو جائز نہیں کرتا۔ اگر سفر کسی ناجائز مقصد کیلئے ہو تب بھی قصر نہ کیا جائے گا۔

(2) ان تمام صورتوں کے علاوہ اگر پیدل چوبیس میل کی مسافت طے کر لی جائے تو چوبیسویں میل کے بعد جو چار رکعتی نماز کا وقت آئے گا اس میں دو رکعات نماز پڑھی جانا چاہیے۔

(3) اگر منزل پر پہلے سے دس روز قیام کرنے کا ارادہ تھا تو نماز پُوری پڑھی جائے گی۔

(4) ورنہ بلا ارادہ حادثاتی طور پر قیام بڑھتا جائے اور گھر ایسی تمام سہولتیں حاصل نہ ہوں (نکاح یا متعہ اور کھانے پینے اور رہائش کا خود مختارانہ انتظام نہ کرنا) نماز قصر رہے گی ورنہ مکمل پڑھی جائے گی۔

(5) مسجد نبویؐ، شہادت علّویہ والی مسجد کوفہ اور روضۂ امام حسین علیہ السلام میں نماز قصر نہ کی جائے گی۔

حکم نمبر 49۔ سفر کی دوسری صورتیں! پیدل سفر کرتے ہوئے چوبیس میل کی مسافت پر جو وقت صرف ہوگا۔ اُتنے وقت میں سواری پر جتنی مسافت طے ہوگی۔ اُس مسافت کے بعد نماز قصر کرنا واجب ہوگا۔ مثلاً اوسط صحت و رفتار سے آٹھ گھنٹے میں چوبیس (24) میل کا سفر طے ہوجائیگا۔ لہٰذا آٹھ گھنٹے میں ہوائی جہاز سے جتنا سفر ہوگا اس کے بعد نماز کا قصر واجب ہوگا اس طرح ہر سواری کا حساب خود کرلیں۔

نماز میں پڑھنے کی ضروری سورتوں کا ترجمہ اور سبب۔

نمبر 1۔ سُورۂ فاتحہ: سورہ فاتحہ (الحمد) کی خصوصیات آخر میں لکھی جائیں گی۔

نمبر 2۔ سُورۂ قدر:۔ آئمہ علیہم السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اس سورہ سے مخالفین پر حُجّت قائم کر سکتے ہو۔ اُنھیں چیلنج کر سکتے ہیں۔ وہ ہر سال شب قدر مناتے ہیں۔ رات بھر جاگ کر عبادت کرتے ہیں۔ اُن سے پوچھنا چاہئیے کہ اس سورہ میں یہ ثابت ہے کہ شب قدر میں ملائکہ اور ارواح اللہ کی طرف سے تمام احکام لے کر اُترتے ہیں۔ اور صبح ہونے تک وہ احکام باری باری پہنچاتے اور سلام سلام کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ بتایئے وہ کون ہے جس پر یہ سلام و احکام اُترتے ہیں؟ یہ امام زمانہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا ہر زمانہ میں موجود ہونا ثابت کرتی ہے۔ لہٰذا سورۂ فاتحہ کے بعد اسے پڑھنے سے ہمارے عقائد کی تجدید ہوتی ہے۔ اور یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ پُورا قرآن ایک دم اِسی رات میں نازل ہوا تھا۔ اور رسوؐل اللہ پورے قرآن کے عالم تھے۔

نمبر 3۔ سورۂ کوثر:۔ جن حالات میں یہ سورۂ تلاوت کیا گیا تھا۔ اُس وقت کوئی ایسا مادی سبب موجود نہ تھا۔ جس کی بناء پر اُس میں مذکورہ پیشن گوئی ممکن ہوتی لہٰذا یہ سُورہ نبوّت و امامتؑ کے منجانب خدا ہونے کا لاجواب ثبوت ہے۔ واقعی کثرت حضوؐر کے قدموں پر جھکی۔ کثرتِ نسل اس قدر ہوئی کہ توریت کی پیشن گوئی ثابت ہوگئی۔ دشمنانِ محمدؐ و آل محمدؐ کی نسل منقطع ہوگئی اور **کوثر سجتا نہیں جب تک وہاں علی مرتضٰی علیہ السلام نہ ہوں۔** پھر عرب کے سب سے بزرگ کافر شاعر نے اقرار کیا۔

۔''مَا ھٰذا کَلَا مُ الْبَشَر'' ۔(یہ بشری کلام نہیں ہے)۔

لہٰذا یہ سورہ نبوّت و امامتؑ کے فضائل کا ثبوت ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد اسے بھی بطورِ دلیل و دُعا پڑھنا افضل ہے۔ اِس سورہ میں صرف تین آیات ہیں۔ اسی کو معیار بنا کر اجازت ملی کہ قرآن میں کہیں سے بھی تین آیات مسلسل پڑھی جاسکتی ہیں تاکہ رفتہ رفتہ پورا قرآن یاد ہوجائے۔

نمبر 4۔ سُورۂ توحید: اس کا دُوسرا نام سورۂ اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پوزیشن اور مختصر ترین انداز میں اِس سے بہتر نہ بیان ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ عقیدہ توحید کی تجدید کے لئے اور کفّار کے سامنے اللہ کی شان پیش کرنے کے لئے اسے بھی سورۂ فاتحہ کے بعد اہمیت دی گئی ہے۔

نوٹ:۔ یہی چاروں صورتیں ہیں جن کو نذر و نیاز اور فاتحہ میں پڑھنا چاہیے۔

سورہ فاتحہ اور ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ o

(1) تمام ستائش عالمین کے پروردگار اللہ کے لئے ہے۔

(2) جو بلا استحقاق بھی رحم کرتا ہے اور حقداروں پر بھی رحم کرنے والا ہے۔

(3) تمام نتائج برآمد کرنے والے دن کا بھی مالک ہے۔

(4) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے اعانت چاہتے ہیں۔

(5) تو ہمیں برقرار رہنے والے راستہ کی ہدایت کرتا رہ۔

(6) اُنؑ حضرات کے راستے کی ہدایت کر جن پر تو نے صرف انعامات نازل کئے جو نہ کبھی تیرے غصہ اور غضب کا نشانہ بن سکے۔ اور نہ کسی حال میں گمراہ ہوئے۔

1۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o

2۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ o

3۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ o

4۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ o

5۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ o

6۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآ لِّیۡنَ o

نوٹ:۔ یہاں جن کے راستے کی طرف ہدایت طلب کرنا واجب کیا ہے وہ۔ وہ حضرات نہیں ہو سکتے جن پر اللہ نے انعامات بھی بھیجے ہوں اور غصہ بھی کیا ہو اور جو کبھی کسی حالت میں یا کسی زمانے میں گمراہ بھی رہے ہوں۔ یہاں صرف ایک گروہ کا ذکر ہے جو سو فی صد معصومؑ ہو۔ **جنھوں نے دو گروہ مُراد لے کر دو دفعہ ''لوگوں'' ترجموں میں لکھا ہے اُنھوں نے غلطی کی ہے۔ یہاں صرف اور محض محمدؐ۔ فاطمہؑ اور دوازدہ آئمہ علیہم السلام مراد ہیں**۔ اور کوئی اُن لوگوں میں داخل نہیں۔ حتیٰ کہ باقی انبیاءؑ ورُسلؑ بھی نہیں۔

سوُرۂ القدر اور ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ o

یقیناً ہم نے پورا قرآن تقدیر والی رات میں نازل کر دیا تھا

(2) اور کیا تم مادی ثبوت کے ساتھ یہ جانتے ہو کہ تقدیر والی رات اُسے کیوں کہا ہے؟۔

(3) وہ تقدیر والی رات اکیلی ہی اپنی قسم کے ایک ہزار مہینوں سے زیادہ خیر کی حامل ہے۔

1 اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ o

2 وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؟o

3 لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ o

4 تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡھَا بِاِذۡنِ رَبِّھِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ o

5 سَلَامٌ ھِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ o

(4) تقدیر والی رات میں وہ تمام فرشتے اور ارواح اللہ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں جو اللہ کے سالانہ احکام پہنچانے پر تعینات ہیں۔

(5) چنانچہ وہ تمام احکامات اور سلام پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ رات جب سے دن رات شروع ہوئے ہر سال آتی رہی ہے اور **نَذِیۡرٌ لِّلۡعَالَمِیۡن**ؐ اور **رَحۡمَةٌ لِّلۡعَالَمِین مُحَمَّدٌ مصطفٰی** اوّلینؐ مخلوق اس سورہ کے نزول اور شب قدر میں ملائکہ وارواح کے نزول کے مرکز رہتے چلے آئے ہیں اور آج امامِ

زمانہ حضرت حجۃ ابن حسن عسکری علیہما السلام مرکز نزول ہیں۔

سُورۂ اخلاص اور ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

1 قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ o
2 اَللّٰہُ الصَّمَدُ o
3 لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ o
4 وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ o

(1) سب کو بتاتے جاؤ کہ جس کو ہم اللہ مانتے ہیں وہ یکتا و یگانہ ہے۔

(2) وہ اللہ بے نیاز ہے۔ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔

(3) نہ اس سے کچھ پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی اور سے پیدا ہوا۔

(4) اور ساری کائنات میں کوئی بھی اُس کا کفو یا ہمسر نہیں ہے۔

سورۂ کوثر اور ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

1 اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ o
2 فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ o
3 اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الۡاَبۡتَرُ o

(1) یقیناً ہم نے تجھے ہمہ قسمی کثرت وکوثر عطا کر دیا ہے۔

(2) چنانچہ تم اپنے پروردگار کیلئے صلوٰۃ اور قربانی (گردن کٹانے) کا نظام قائم کر دو۔

(3) اور یقیناً ہم نے تیرا بُرا چاہنے والوں کی نسلوں کو منقطع کرنا طے کر رکھا ہے۔

نوٹ:۔ یہ سورۂ ثابت کرتی ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے ہر دشمن کی نسل منقطع ہو چکی ہے یا اھلبیتِ مُحمّدؐ پر ایمان لا کر موالیان محمدؐ و آل محمدؐ میں داخل ہو چکی ہے۔ وہ تمام شجرہ ہائے نسب مصنوعی اور جھوٹے ہیں جو یزید کے ہم مسلک حکمرانوں نے دولت وحکومت کی طاقت سے گھڑوا کر مشہور کئے اور جن میں تیسری صدی کے بعد بھی ایسے نام ملتے ہیں جن کے بزرگ زمانہ رسولؐ میں رسولؐ کے دشمن رہے تھے۔ مصنوعی شجرے بنوانے سے ان حکومتوں کی غرض یہ تھی کہ بعض دشمنوں کی نسل کو باقی اور جاری دکھا کر یہ ثابت کیا جائے کہ اگر یہ لوگ رسولؐ اللہ کے دشمن ہوتے تو سورۂ کوثر کی رُو سے اُن کی نسل منقطع ہو جاتی۔ چونکہ نسل موجود ہے اس لئے فُلاں، فُلاں اور فُلاں دشمنانِ خدا و رسولؐ نہیں تھے مگر یہ فریب اب کھل چکا ہے۔

سَجدۂ شُکر کا طریقہ

نماز سے فراغت کے بعد دُعا مانگ کر بیٹھے بیٹھے **سجدہ شُکر** کی نیت کریں۔

حکم نمبر 50۔ نیت: سَجدۂ شُکر بجالاتا ہوں سُنَّت قُرۡبَۃً اِلَی اللّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہہ کر سجدے میں جانا۔

حکم نمبر 51۔ سَجدہ اور قرأت: ہاتھوں، کہنیوں اور سینے کو زمین یا مُصلے سے ملا دینا چاہیے۔

(2) اور جتنی دیر سہولت سے ممکن ہو ورنہ کم از کم ایک لمبا سانس لے کر یَا رَبِّ یَارَبِّ یہ سمجھ کر کہنا چاہیے کہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ جو بندہ مجھے خلوص دل سے ایک دفعہ پکارتا ہے میں دس مرتبہ جواب دیتا ہوں۔

(3) پھر بایاں گال اور کنپٹی سجدہ گاہ، یا زمین پر ٹکا کر تین دفعہ پڑھئے: ۔ یَااَللّٰهُ ، یَارَبَّاهُ ، یَا سَیِّدَاهُ

(4) پھر داہنے گال اور کنپٹی پر یہی پڑھیے۔

(5) پھر پیشانی میں سجدہ پر پلٹیے اور جتنی بار ممکن ہو یا وہی ایک لمبا سانس بھر کر کہئے:۔

شُکْرًا شُکْرًا (آخر میں) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیًّا وَ لِیُّ اللّٰهِ ،

وَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِیْفَتَهٗ بِلَا فَصْل ۔سجدہ ختم ہوا۔

محمدؐ وآلِ محمدؐ کے حالات اور مقاصد کی یاددہانی کرانے والی زیارتیں

تمام زیارات کو بیان کرنے کیلئے بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔لیکن ہم اس مصروف دُنیا میں اُلجھے ہوئے مومنین کے لئے تین ایسی مختصر زیارتیں لکھ دینا واجب سمجھتے ہیں۔جو تمام باقی زیارتوں کی بنیاد و نچوڑ ہیں اور جنھیں نماز ظہرین اور مغربین اور صبح کی نماز کے بعد لازماً پڑھنا چاہیے۔

حکم نمبر 52۔ زیارت سیّد الشہداء علیہ السلام

(1) سلام ہو آپؑ پر اے مظلوم علیؑ اصغر کے باباجان۔

(2) سلام ہو آپؑ پر اے فرزندِ رسولؐ۔

(3) سلام ہو آپؑ پر اے فرزندِ امیرالمومنینؑ اور سلام ہو آپؑ پر اے فرزندِ سید الوصیینؑ اور سلام ہو آپؑ پر اے تمام آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے خلیفہ کے بیٹے۔

(4) سلام ہو آپؑ پر اے فاطمہؑ زہرا کے بیٹے۔اے تمام کائنات کی عورتوں کی سردار کے فرزند۔

اَلسَّلَا مُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰه اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ اَمِیْرِالْمُوْمِنِیْنَ وَسَیِّدِ الْوَصِیِّیْنَ وَخَلِیْفَةِ اللّٰهِ فِی السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِیْنَ۔اَلسَّلَا مُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَیِّدَةِ النِّسَآءِ الْعَالَمِیْنَ ۔ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَعَانَ عَلَیْکَ وَ مَنْ بَلَغَهٗ ذٰلِکَ فَرَضِیَ بِهٖ ۔ وَالسَّلَا مُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُاللّٰهِ وَبَرَکَاتُه۔

(5) اللہ تمہارے قاتلوں پر لعنت کرتا رہے۔

(6) اور تمہارے قاتلوں کے مددگاروں پر بھی لعنت کرے۔

(7) اور جن کو تمہارے قتل سے خوشی ہوئی اللہ اُن پر بھی لعنت کرے۔

(8) سلام ہو آپؑ سب پر اور اللہ کی رحمت و برکت آپؑ سب پر نازل ہوتی رہے۔

حکم نمبر 53 زیارت اِمام رضا علیہ السَّلام

1 اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یاغَرِیْبَ الْغُرْبَاءِ۔
2 اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَامُعِیْنَ الضُّعَفَآءِ وَ الْفُقُرَاءِ۔
3 اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَااَنِیْسَ النُّفُوْسِ۔
4 اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّهَاالْمَدْفُوْنُ بِاَرْضِ طُوْسٍ۔
5 اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَامُوْسَی الرَّ ضَا اَلرَّاضِیُ بِالْقَدْرِ وَالْقَضَاءِ۔
6 وَالسَّلا مُ عَلیْکُمْ وَ رَحْمَۃُاللّٰهِ وَبَرَکَاتُه۔

(1) سلام ہو آپؑ پر اے حالت سفر اور غریب الوطنی میں شہید کئے جانے والے۔
(2) سلام ہو آپؑ پر اے ناتوانوں اور بے سہارا لوگوں کے معاون و مددگار۔
(3) سلام ہو آپؑ پر اے ہر جاندار کے غمخوار۔
(4) سلام ہو آپؑ پر اے سرزمین طوس میں دفن ہونیوالے
(5) سلام ہو آپؑ پر اے آٹھویں امام موسیٰؑ رضا۔ اے وہ مقدس ہستی جو اللہ کے مقرر کردہ فیصلوں اور تقدیر پر ہمیشہ رضا مند رہی
(6) سلام ہو آپؑ سب پر اور آپؑ پر اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوتی رہے۔

حکم نمبر 54۔ زیارتِ قائم آلِ محمدؑ امام العصر والزمان علیہ السلام

اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ الْعَصْرِوَالزَّمَانِ۔
2 اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَااِمَامَ الْاِنْسِ وَالْجَانِ۔
3 اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَاشَرِیْکَ الْقُرْآنِ۔
4 اَللّٰهمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِه۔
5 وَالسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه۔

(1) سلام ہو آپؑ پر اے عہد حاضر اور ہر زمانہ کے مالک۔
(2) سلام ہو آپؑ پر اے تمام انسانوں اور جنوں کے امام۔
(3) سلام ہو آپؑ پر اے قرآن کے ساتھ رہنے والے۔
(4) اے اللہ مجھے امامؑ زمانہ کے ناصروں میں داخل کر دے
(5) سلام ہو آپؑ سب پر اور اللہ کی رحمت و برکت آپؑ پر نازل ہوتی رہے۔

چند وضاحتی بیانات

حکم نمبر 55 ۔ زیارتوں میں تین آئمہؑ کو ترجیح کیوں ہے؟

محمد مصطفیٰؐ، علیؑ مرتضیٰ اور حسنؑ مجتبیٰ کی حاکمیت کو جس ترکیب سے مانا گیا ہے۔ وہ خلافت و حکومت الٰہیہ کو مسمار کرنے کیلئے اختیار کی گئی تھی اور اسلام کے بنیادی واُصولی عقائد کو تہہ در تہہ مجتہدانہ تصورات و اِستبداد کے پردوں میں چھپا دیا گیا تھا۔ اور نتیجہ یہ تھا کہ تعلیماتِ قرآن و اسلام کو مذہب جاہلیت سے بدل لیا گیا تھا۔ صرف قرآن کے الفاظ اور اسلام کا نام باقی رہ گیا تھا (حدیث رسولؐ) اُن لوگوں کی نمازیں اور اُن کا اختیار کردہ مذہب یزید و ابن زیاد و عمر سعد و شمر ایسے راہنما، حاکم اور

امیر المومنین پیدا کررہا تھا۔ اُنکا خدا جابر وظالم و بےرحم وسفاک تھا جوسو فیصد گناہ گار کو جنت میں اورسو فیصد عابدوزاہدو پارسا کو جہنم میں پھینک سکتا تھا۔ اُن کا قرآن اُن کے بزرگوں کی سمجھ اوراجماع کے ماتحت تھا۔ وہاں قاتل اور غارت گر بھی رضی اللہ عنہ تھے اور مقتول ومظلوم بھی رضی اللہ عنہ تھے۔ بہرحال امام حسین علیہ السلام نے یہ فیصلہ کردیا کہ ایسے مذہبی حکمرانوں کی اطاعت ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ خواہ سارا خاندان، تمام دوست واحباب تمام بچے اور مستورات تلوار کے گھاٹ اُتار دیئے جائیں۔ اُنھوں نے اُس مذہب اور اُس مذہب کے راہنماؤں اور سربراہوں کی نقاب اُتار لی اور دکھا دیا کہ اس اسلامی نقاب اور لیبل کے پیچھے شیاطین وطواغیت وعفاریت ونماریدوفراعنہ چھُپے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کو حقیقی بنیاد پر قائم کیا۔ انھوں نے نبوّت وامامتؑ کے فاصلے کو دور کردیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے مخلوط انبوہ میں سے خبیث اور بدباطن کثرت کو الگ کردیا اور اللہ کے اعلان کی تصدیق فرمادی۔ مَا كَانَ اللّٰـهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ، حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (سورۂ آلِ عمران 3/179) اور ثابت کردیا کہ لاکھوں ایمان کے دعویداروں کی عظیم کثرت کو صرف کثرت کی بناء پر برسرِحق سمجھنا نہ عقلی حیثیت سے صحیح ہے۔ نہ اسلام وقرآن واحادیث کی رو سے صحیح ہے۔ نقاب ڈالے ہوئے یہ کثرت عہد رسولؐ سے مومن کہلاتی چلی آرہی تھی حالانکہ نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتی تھی نہ رسوؐل کو اُس کی صحیح حیثیت سے مانتی تھی۔ نہ وہ قرآن کو قرآن کی پوزیشن دیتی تھی۔ نہ اُس نے قرآن سے پہلی کتابوں کو کوئی مقام دیا تھا۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۔(سورۂ النسا 4/136) اُنھوں نے اپنا خودساختہ اللہ اور رسولؐ مانا تھا۔ انہوں نے قرآن کو دانشورانِ قوم کے اِجتہاد و اجماع کے ماتحت رکھ دیا تھا۔ انہوں نے سابقہ تمام تعلیمات خداوندی اور تمام سابقہ انبیاءؑ ورُسُل کو اپنے اجتہاد واجماع کے ڈنڈے سے ہانک کر راستے سے ہٹا دیا تھا۔ <u>رسولؐ اللہ نے سنبھلنے کا موقع دیا۔ علیؑ نے تجربہ کرلینے اور سمجھ لینے کیلئے تعاون کیا۔ حسنؑ نے چاہا کہ شجرہ باطل اپنے پورے برگ وبار سے لد جائے اور یہ سفینۂ باطل پوری طرح لبریز ہوجائے۔ لیکن امام حسینؑ نے اپنی قربانیوں کے جھٹکوں سے اُس ابلیسی ناؤ کو ڈبو دیا۔</u> اس لئے ان کی زیارت واجب ولازم ہے کہ پوری اسکیم سامنے کھڑی رہے اور تین مرتبہ یہ زیارت یہ سجدہ گاہ اور یہ سجدے تمہارے غم وغصہ کو تازہ رکھیں تمہارے خون کو ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ تمہیں باطل کے سامنے سر جھکانے اور غاصبوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر ملامت کریں۔ یہ حسینؑ ہی تھے جنھوں نے حضرت ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی نبوت ورسالت ثابت کی اُن کی نسل کو محفوظ رکھا۔ اسلام کو اس کا صحیح مقام دیا حسنؑ مجتبٰی اور علیؑ مرتضٰی اور محمد مصطفٰیؐ کی صحیح پوزیشن واضح کی۔ ورنہ اجتہاد واجماع نے تو ایک ایسا رسولؐ پیش کرنے کی کوشش کی تھی جو معاذ اللہ کبھی بھی پورے قرآن کا عالم نہ تھا جس کا کوئی حکم پوری قرآنی تعلیم کو مدنظر رکھ کر نہ دیا گیا تھا جو وحی کیلئے ایک ریڈیوسیٹ (set) کی طرح تھا۔ جو قرآنی علم میں ہمیشہ اُمت کے برابر رہتا گیا۔ اور تیئیس (23) سال میں جب پورے

قرآن کا علم مکمل ہوا تو دنیا سے رخصت ہوگیا۔ جس کا ذاتی حکم دانشورانِ قوم کیلئے ماننا واجب نہ تھا۔ جس کے احکام میں زعمائے قوم بار بار غلطیاں ثابت کرتے رہے۔ جو وحی کی تلاوت کے علاوہ ہر قول وفعل میں غلطی کرسکتا تھا۔ جو خاندانی اقتدار کی محبت میں مبتلا رہتا چلا گیا۔ جس پر جذبات وانسانی میلانات غالب آجاتے تھے۔ جس کو اللہ کے احکام کے خلاف عمل کرنے سے روکنے کے لئے صحابہ کو سختی سے کام لینا پڑتا رہا ہے۔ قرآن اُن کے نزدیک ایک ایسی کتاب تھی جو تمام انسانی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر تھی۔ جس میں ایسی عبارتیں ہیں جن کے کئی کئی معنی کئے جا سکتے ہیں۔ جس کے بیان مشتبہ اور مشکوک بھی ہیں۔ جس کے احکام کو قومی وملکی مصلحتوں کے ماتحت بدلا جاسکتا ہے۔

بتایئے! ایسا رسول اور ایسا قرآن وہ رسولؐ اور وہ قرآن کیسے ہوسکتا تھا جو امام حسینؑ نے امت کو دیا؟ جو پوری کائنات کے ذرہ ذرہ سے واقف ہوں جو قیامت اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں اور ساری مخلوق پر گزرنے والے حالات پر مطلع ہوں اور یہ کائنات جن کے اشاروں پر ناچتی ہو۔ جو سر سے پیر تک اور افتتاح سے سوٗرہ والناس تک مجسم نور ہوں جن کے قول و فعل وتصورات میں غلطی کا امکان ہی نہ ہو۔ جو روز ازل سے مجسم قرآن ہوں۔ اگر حسینؑ درمیان میں نہ ہوتے تو آج شیاطین کا دور دورہ ہوتا۔ انھوں نے از سر نو لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہ کی بنیاد رکھی تھی۔ خود قربان ہوکر اسلام کو زندہ کیا تھا اور اسلام کو قتل کرنے والوں کے منہ سے نقاب اُتاری تھی۔ اس لئے ان کی زیارت پڑھنا اللہ، رسولؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور سلسلہ نبوتؐ ورسالتؐ وامامتؑ کو سامنے لاکر کھڑا کردیتا ہے۔ اور سب کی جگہ تنہا کافی ہے۔

2۔ کربلا کے بعد پھر یزید کی جانشین حکومتوں نے اسلام کی تعلیمات پر گردوغبار اُڑانا شروع کیا۔ حکمرانوں کے افعال و اعمال وعقائد کی تائید میں ایک خود ساختہ تاریخ، حدیث وتفسیر لکھی جانے لگی۔ شیاطین وطواغیت کے کارناموں کی تاویلیں پبلک میں پھیلانا شروع کی گئیں۔ امام حسُین علیہ السلام کے بعد والے آئمہ علیہم السلام کی پالیسی میں حکومت سے سیدھی ٹکر لینا نہ تھا۔ لہٰذا نظام باطل کو توڑنے کیلئے تحریک تشیع نے زیر زمین (UNDER GROUND) کام شروع کیا۔

وہ امامؑ جسے خلافت نے اپنا داماد بنایا اور ولی عہد مقرر کیا اور وہ تمام حقوق وجائیداد واپس کردیئے جو غصب کر لئے گئے تھے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام ہیں اس انقلاب کو یاد رکھنے کے لئے ان کی زیارت لازم ہے۔ انھوں نے ایسا ماحول پیدا کیا کہ سرکاری طور پر بلا کسی تصادم کے یہ مان لیا کہ نبوتؐ کے بعد بلا فاصلہ امامت کو حکومت کا حق حاصل تھا۔ وہ پہلے امامؑ ہیں جو عربی معاشرے سے باہر نکلے اور ملک ایران میں انقلابی اسپرٹ پیدا کردی اور ان کے بعد ایران نے جو ذمہ داریاں سنبھالیں وہ آج تک نمایاں اور جاری ہیں۔ یعنی امام رضا علیہ السلام نے تمام غیر عرب اقوام کو باطل کے خلاف منظّم جدوجہد کرنے پر لگا دیا۔

اور رفتہ رفتہ وہ وقت آ گیا کہ ایران کے پڑوسی حکمرانوں نے یزید کی جانشین حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ایسی نہایت اہم

وجوہات کو سمجھنے اور یاد کرنے اور اُن پر عمل کرنے پر متوجہ کرنے کیلئے امام رضا علیہ السلام کی زیارت ضروری ہے۔

3۔ تیسری زیارت اس انقلاب کو یاد کرنے کے لئے ہے۔ جو غیبتِ امامؑ دوازدھم کا سبب ہوا۔ جب شیعہ دانشورانِ قوم نے نظام باطل کے اُصولِ دین کو اپنے یہاں رائج کرنے کی ابتداء کی۔ جب وہ غاصب حکومت کے اقتدار میں شریک ہو گئے۔ جب اُنھوں نے قومی حکومت کی نوکری اِختیار کر لی اور وظائف و تنخواہ و جائیداد کے بدلے شیعوں کی انقلابی ذہنیت اور جدوجہد کو ٹھنڈا کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ جب اُنھوں نے مخالفینِ اسلام کی طرح نبوتؐ و امامتؑ کی جگہ بیٹھ کر شریعتِ اسلام کی باگ ڈور سنبھال کر معصومؑ قیادت کی جگہ خاطی قیادت کو جاری کیا۔ اور امامِ آخر الزمانؑ نے اُن کے اور اُن کے سرپرستوں کے خلاف نظامِ غیبت کو انتہائی درجہ تک پہنچانے کا اعلان کر دیا۔ اور دنیا کو ایک نقطہ پر جمع کرنے اور عقلِ انسانی کو معراجِ کمال پر لیجانے کا اہتمام فرمایا۔ اور مسلمانوں کو عموماً اُن کے حال پر چھوڑ دیا تاکہ اُنھیں اُن کا خودساختہ مذہب اور یہ ناقص عبادتیں تنزّل کے غار میں دھکیل دیں اور اُن کا خودساختہ اسلام کُفر سے پٹتا جائے۔ اور اُنہیں تمام اقوام عالم کا محتاج و زیرنگیں بنادے۔ اور ملّت شیعہ چونکے اور سوچے کہ اُنہیں اِمامِ زمانہ سے کیوں الگ کیا گیا؟ کیوں انتشار وافتراق و اِختلاف کو مذہبی حیثیت دی گئی؟ یعنی کیوں ایک معصومؑ مرکز کو چھوڑ کر ہر خاطی اَعْلَمْ کی ٹولیوں میں تقسیم رہنا اور مختلف اقوال و اعمال کی تقلید کرنا واجب قرار دیا گیا؟ الغرض آج (1975ء) کی سرکاری خبروں کے مطابق پاکستان میں بیس فیصد شیعہ ہیں اور کل کی سرکاری اطلاع کے مطابق پاکستان میں سات کروڑ انسان آباد ہیں یعنی یہاں شیعوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ (15000000) ہے (اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں)۔ اب اگر عیسائیوں، یہودیوں، پارسیوں، ہندوؤں، بُدھسٹ الغرض تمام غیر مُسلموں کو الگ رکھ کر دیکھا جائے تو غیر شیعہ مسلمانوں میں:۔

(1) حنفی۔ (2) حنبلی۔ (3) مالکی۔ (4) شافعی۔ (5) اہلحدیث۔ (6) بریلوی۔ (7) اور پرویزی بھی شامل ہیں۔ اور جب مسلمانوں کی باقی ماندہ تعداد کو ان سات حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا تو شیعہ بڑے سے بڑے فرقہ کے برابر نکلیں گے۔ مگر آج صرف ان کو ہی اقلیت کہا جاتا ہے۔ ان پر رحم و کرم کرنے کے وعدے کئے جاتے ہیں اس لئے اور صرف اس لئے کہ اُن کے یہاں مُنتشر رہنا اور متحد نہ ہونا اُن کے خاطی رہنماؤں نے عملاً واجب کر دیا ہے۔ اس لئے اُن کی یہاں مُلک میں تین سو سے زیادہ انجمنیں ہیں۔ کوئی روزنامہ نہیں۔ کوئی قابل ذکر و فکر ہفتہ وار، یا ماہنامہ نہیں۔ ان کے لیڈر کل تک سابقہ حکومت کے تنخواہ دار تھے اور اب اگلی حکومت کے ہاتھوں اپنی وفاداری کا سودا کر رہے ہیں۔ اگر شیعہ حضرات فی کس ایک پائی روزانہ ایک مرکز کو دیتے خواہ وہ مرکز خاطی ہی ہوتا تو ڈیڑھ لاکھ (150000) روپیہ روزانہ اور پینتالیس لاکھ روپیہ ماہانہ قومی بہبود کیلئے موجود رہتا۔ روزنامے و ماہنامے دنیا بھر میں اس قوم کا وقار اور حقیقی پوزیشن قائم کرتے اور اُنھیں بھیک مانگنے اور رحم و کرم کے

سہارے نہ رہنا پڑتا۔ یہ حادثہ تیسری زیارت سے وابستہ رہا ہے۔**لہٰذا جاگو اور وہ نشہ آور گولیاں کھانا چھوڑ دو جو نظامِ اجتہاد کی فیکٹری میں بنتی ہیں** اور تمہارے مقدس راہنما تمہیں دن رات کھلاتے ہیں۔ دینی اور حقیقی اور معصومؑ مرکز اختیار کرنا پسند نہیں تو کم از کم اپنے بڑے بڑے اور غیر ملکی مرکزوں سے کہو کہ وہ آپس میں گفت وشنید کے بعد اعلان کریں کہ وہ سب فلاں اَعْلَمُ کے ماتحت رہیں گے اور اس کی بے چوں چرا تقلید کریں گے۔ تا کہ تمام شیعوں میں اتحاد ہوسکے۔ یہ تیسری زیارت معصومؑ مرکزیت قائم کرنے کی دعوت دیتی ہے اس لئے لازم وواجب ہے۔

حکم نمبر 56۔ سورہ فاتحہ کو تسبیحات اربعہ پر ترجیح کیوں؟

ہم نے تسبیحاتِ اربعہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) پر سورہ فاتحہ کی قرأت کو نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی اس لئے ترجیح دی ہے کہ:۔

(1) جو کچھ تسبیحاتِ اربعہ ہے وہ سب ہی نہیں بلکہ جو کچھ پُورے قرآن میں ہے وہ بھی سورۂ فاتحہ میں موجود ہے۔

(2) سورہ فاتحہ کی اہمیت یہ ہے کہ اگر کسی نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے اور سارا باقی قرآن پڑھ دیا جائے تو وہ نماز باطل ہے۔

(3) سورۂ فاتحہ میں محمدؐ وآلِ محمدؐ وہ حضرات ہیں جن کے راستے پر چلنے کی تمنائیں تمام انبیاءؑ ورسلؑ نے کیں، سورۂ فاتحہ میں جس راستہ کی طرف ہدایت کی دُعا سکھائی اور واجب کی گئی ہے۔ وہ راستہ ایسے لوگوں کا نہیں جن سے کسی وقت بھی اور کسی مقدار میں بھی غلطی ہوئی ہو۔ اور جن پر کبھی اور کسی حال میں بھی اللہ خفا ہوا ہو۔ اور وہ حضرات صرف چہاردہ (14) معصومؑ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ نہ انبیاءؑ اور رُسلؑ ہیں نہ اُوصیاءؑ وآئمہؑ ہیں۔

(4) قرآن کریم کا افتتاح بلا سورہ فاتحہ نہیں ہوسکتا اور۔

(5) قرآن کریم سمٹ کر سُورۂ فاتِحه میں اور سُورۂ فاتِحه سمٹ کر بِسْمِ اللّٰه میں اور بِسْمِ اللّٰه سمٹ کر بِسْمِ اللّٰه کی ۔''ب'' . میں سما جاتی ہے اور یہ۔''ب''۔ اس نقطہ میں داخل ہے جس کا دُوسرا نام علیؑ ہے۔ جو مجسم۔''صراطِ مستقیم''۔ ہے جسے قرآن ناطق کہا اور مانا گیا۔ اور جسے نماز واذان سے نکالنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور خود شیعوں کے ایک گروہ نے بھی لگایا۔ لہٰذا ہم علیؑ اور اُن کے متعلقات کو ہر حال میں اور ہر جگہ ترجیح دینا واجب سمجھتے ہیں۔

حکم نمبر 57 ۔ علیؑ اور سورۂ فاتحہ کو ملی جُلی ترجیح

اگر کبھی ایسی شرعی ضرورت سامنے ہو جو قیامِ نماز وولایتؑ کے لئے اہمیت رکھتی ہو تو آپ نماز کو مختصر کرنے کے لئے دوسری سورۂ۔ دُعائے قنوت اور تشہد میں اوّلین دونوں شہادتیں چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر سورۂ فاتحہ اور علیؑ کو ترک نہ کریں، اس لئے کہ

جس طرح سورۂ فاتحہ میں باقی سب کچھ ہے اُسی طرح ولی اللہ کہنے سے اللہ کا مقام واضح ہو جائے گا۔ وصی رسولؐ اللہ کہنے سے اللہ اور رسولؐ کا مقام پھر سامنے آ جائے گا۔ یہ جامعیت پہلی دونوں شہادتوں میں الگ الگ موجود نہیں ہے۔

حکم نمبر 58۔ وضواور نماز میں عورتوں، مردوں کا فرق

عورتوں اور مردوں میں فطری فرق کے سوا کوئی اور فرق نہیں ہے۔ اور اس فرق کا شریعت میں باقاعدہ خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن نماز میں اُن کے ہاتھ سینے اور چھاتیوں پر بندھوانا تقیہ میں دیا ہوا حکم تھا۔ وہ بھی ایک محدود دائرہ میں رہتا رہا۔ تمام شیعہ مستورات سے کبھی بھی نماز میں ہاتھ نہیں بندھوائے گئے۔ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے گھروں کی چار دیواریوں میں اُن کے اہل حرم اور خواتین کے ہاتھ باندھنے پر کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ ملّت شیعہ کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے اور حکومتوں کے جاسوسی نظام کو بے اثر کرنے کیلئے عام اور جاہل شیعہ عورتوں کو عموماً اسی سابقہ حال پر رکھا جاتا رہا جو حکومتوں اور اُن کے مذہب میں عورتوں کا تھا۔ تاکہ مستورات کے بھولے پن سے دُشمن فائدہ نہ اُٹھائیں۔ لیکن جیسے ہی تحریک تشیُّع نے اپنے حقوق بزور حاصل کئے تو صحیح احکام پر آزادی سے عمل ہونے لگا۔ لیکن وہ علماء جو حکومتوں سے وظائف اور تنخواہ اور جاگیریں پاتے تھے۔ وہ نماز کو بھی حکومتوں کے مذہب کے رنگ میں رنگنا چاہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے اذان اور نماز سے اعلانِ امامتؑ وولاؑیت کو خارج کرنے کی کوشش آج تک برابر جاری رکھی ہے۔ آج تو اُن کی زبان پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن کی کتابوں میں علی علیہ السلام نہ کلمہ کا جز ہے نہ اذان کا جز ہے نہ نماز میں داخل ہے۔ بلکہ وہ اذان و نماز میں علی علیہ السلام کو ولی کہنے والوں پر لعنت بھیجتے اور کتابوں میں لکھتے رہے ہیں اور ایسی اذان و نماز کو باطل کہتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔ لیکن ملّت شیعہ نے ان کے کتابی فتاوٰی کی پرواہ کئے بغیر اپنے مذہب پر عمل جاری رکھا ہے۔ وہ لوگ زنجیر و قمہ اور چُھری کے ماتم کو بھی حرام کہتے اور لکھتے رہے ہیں۔ اور شیعہ مومنین دھڑا دھڑ یہ ماتم سرِ بازار کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح تمام دانشمند شیعہ خاندانوں میں مستورات ہاتھوں کو کھول کر نماز پڑھتی چلی آئی ہیں۔ ایران و عراق میں شیعہ مستورات بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتی ہیں بہرحال ہماری بیان کردہ نماز میں عورت و مرد کا کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ مستورات اپنے زنانہ حالات کی بناء پر خود اپنی سہولت سے نماز ادا کرنے میں بیٹھنے اُٹھنے اور سجدہ کی صورت میں تبدیلی کر کے آرام سے نماز پڑھیں۔ مگر ہاتھ ہرگز نہ باندھیں ورنہ نماز باطل ہے۔ حمل کے زمانہ میں اگر دقت ہو تو قیام میں بیماروں والی رعایت اُن کے لئے موجود ہے۔ بیٹھنے میں پھیل کر بیٹھ سکتی ہیں۔ سجدہ گاہ کو اُونچا کر سکتی ہیں۔ لیٹ کر نماز پڑھ سکتی ہیں اُن کیلئے بھی اللہ و معصومینؑ نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا ہے جو اُنکی طاقت، حالت اور حیثیت کے خلاف ہو۔ عورتیں اپنے گھروں میں اپنے بچوں، شوہروں اور ماں باپ کے سامنے روزانہ کے عام لباس میں بلا تکلف نماز پڑھیں۔ کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں۔ وہ سب مل کر جماعت کی نماز بھی گھر میں پڑھ سکتے ہیں۔ نماز جمعہ و جماعت کے دیگر احکام اگر مومنین تقاضہ کریں گے تو پیش کر دیئے جائیں گے۔ ہم آپ کے اعمال و رسوم سے مطمئن ہیں۔ ان مختصر بیانات و احکام میں جہاں کوئی چیز سمجھ میں نہ آئے یا کوئی سوال اُبھرے یا کوئی اعتراض پیدا ہو بذریعہ خط و کتابت یا ذاتی ملاقات سے وضاحت طلب فرمائیں۔ فوراً اطمینان بخش جواب دیا جائے گا۔

...... ☆معاہدہ نصرت برائے حضرت حجۃؑ☆ ......

(1) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُجَدِّدُلَہٗ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَفِیْ کُلِّ یَوْمٍ عَھْدًا وَّ عَقْدًا وَّ بَیْعَۃً فِیْ رَقَبَتِیْ۔

(2) اَللّٰھُمَّ کَمَا شَرَّفْتَنِیْ بِھٰذِہِ التَّشْرِیْفِ وَفَضَّلْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْفَضِیْلَۃِ وَخَصَّصْتَنِیْ بِھٰذِہِ النِّعْمَۃِ فَصَلِّ عَلٰی مَوْلَایَ وَ سَیِّدِیْ صَاحِبِ الزَّمَانِ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِہٖ وَ اَشْیَاعِہٖ وَ الذَّابِّیْنَ عَنْہُ وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُسْتَشْھَدِیْنَ بَیْنَ یَدَیْہِ طَائِعًا غَیْرَ مُکْرَہٍ فِی الصَّفِّ الَّذِیْ نَعَتَّ فِیْ کِتَابِکَ فَقُلْتَ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَرْصُوْصٌ عَلٰی طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ وَ اٰلِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامَ ۔

(3) اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْعَۃٌ لَہٗ فِیْ عُنُقِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

(4) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُجَدِّ دُلَہٗ فِیْ صَبِیْحَۃِ یومِیْ ھٰذَا وَمَاعِشْتُ مِنْ اَیَّامِیْ عَھْدًا وَّ عَقْدًا وَّ بَیْعَۃً لَہٗ فِیْ عُنُقِیْ لَا اَحُوْلُ عَنْھَا وَلَا اَزُوْلُ اَ بَدًا۔

(5) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِہٖ وَ اَعْوَانِہٖ وَالذَّابِّیْنَ عَنْہُ وَالْمُسَارِعِیْنَ اِلَیْہِ فِیْ قَضَآءِ حَوَائِجِہٖ وَالْمُتَمَثِّلِیْنَ لِاَوَامِرِہٖ وَالْمُحَامِیْنَ عَنْہُ وَالسَّابِقِیْنَ اِلٰی اِرَادَتِہٖ ۔

(6) اَللّٰھُمَّ اِنْ حَالَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہُ الْمَوْتُ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ عَلٰی عِبَادِکَ حَتماً مُقْتَضِیًّا فَاَخْرِجْنِیْ مِنْ قَبْرِیْ مُؤْتَزِرًا کَفَنِیْ شَاھِراً سَیْفِیْ مُجَرِّدًا قَنَاتِیْ مُلَبِّیًا دَعْوَۃَالدَّاعِیْ فِی الْحَاضِرِ وَالْبَادِیْ۔

(7) اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ اَلطَّلْعَۃَ الرَّشِیْدَۃَ وَالْغُرَّۃَ الْحَمِیْدَۃَ وَاکْحُلْ نَاظِرِی بِنَظْرَۃٍ مِنِّیْ اِلَیْہِ وَ عَجِّلْ فَرَجَہٗ وَسَھِّلْ مَخْرَجَہٗ وَاَوْسِعْ مَنْھَجَہٗ وَاسْئَلُکَ رَبِّیْ مُحَجَّتَہٗ وَانْفِذْ اَمْرَہٗ وَاشْدُدْ اَزْرَہٗ وَاعْمُرْ بِہٖ بِلَادِکَ وَاَحْیِ بِہٖ عِبَادِکَ۔(آمین بحقِ معصومینؑ)

اَ للّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ ۔

(ترجمہ معاہدہ)

(1) یااللہ حقیقت یہ ہے کہ میں آج بھی (قائمؑ آلِ محمدؐ) کے لئے ہر روز کی طرح اپنے اُس معاہدہ کی اور اُن کے ہاتھ خود کو فروخت کر دینے کے بندھن کی تجدید کر رہا ہوں جس کی تعمیل کی ذمہ داری میری گردن میں لٹک رہی ہے۔

(2) چنانچہ اے اللہ جسطرح تو نے مجھے اُس عہد و پیان اور بیعت ایسی شرافت سے مشرف کیا ہے۔ اور اس عظیم الشان بزرگی تک پہنچایا ہے۔ اور اپنی ایسی نعمت عظمیٰ کیلئے مخصوص فرمایا ہے۔ اسی طرح میں التجا کرتا ہوں کہ تو میرے مولاؑ میرے حکمرانؑ اور مالک زمانہؑ پر دُرود وسلامتی جاری رکھ اور تو مجھے اُنؑ کی نصرت کرنیوالوں میں، اُنؑ کے مشن کی اشاعت کرنیوالوں میں اور اُنؑ کا دفاع کرنیوالوں میں سے بنادے۔ اور مجھے آزادانہ اور دل کی پوری رضامندی کیساتھ آنحضرتؑ کے حضور حاضر رہنے والوں میں سے بنادے تاکہ میں بھی اُن لوگوں کی صف میں شمار ہو جاؤں جسکی مدح کرتے ہوئے تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی صف تو گویا سیسہ پلائی ہوئی بُنیادوں پر اطاعتِ خدا اور رسولؐ و آلِ رسولؐ کیلئے اُستوار کی گئی ہے۔

(3) اے اللہ چونکہ مجھ پر آنحضرتؑ کی بیعت کی ذمہ داری قیامت تک عائد ہے۔

(4) اسلئے آج بھی علی الصباح گذرے ہوئے دِنوں کی ہر صبح کیطرح اپنے اُس عہد و پیان اور بیعت کی پھر تجدید کرتا ہوں جسکی تعمیل میرے ذمہ ہے۔ میں اس ذمہ داری سے قیامت تک منہ نہ موڑوں گا اور نہ ہی کبھی اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں میرے قدموں میں لغزش آئیگی۔

(5) اسلئے اے اللہ مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے تو مجھے اُنؑ کی نصرت کرنے والوں میں اور اُنؑ کے معین و مددگاروں میں اور اُنؑ کے دشمنوں سے اُن کا دفاع کرنیوالوں میں اور اُنؑ کی طرف تیزی سے بڑھنے والوں میں اور اُنؑ کی ضروریات پوری کرنیوالوں میں اور اُنؑ کے احکام کی مستند تعمیل کرنیوالوں میں اور اُنؑ کی طرف سے وکالت کرنیوالوں اور اُنؑ سے عقیدت رکھنے والے درجہ اول کے لوگوں میں سے بنادے۔

(6) اور اے اللہ اگر میرے اور آنحضرتؑ کے درمیان وہ موت رُکاوٹ بن کر حائل ہو جائے جسے تو نے اپنے بندوں کیلئے حتمی اور معمول کے مطابق ایک لازمی فیصلہ قرار دے رکھا ہے۔ تب اے اللہ مجھے میری قبر سے اس طرح اُٹھانا کہ میں کفن کو جنگ کیلئے سنوارے ہوئے اور اپنی تلوار بلند کئے ہوئے اپنے نیزہ کی اَنی برہنہ کئے ہوئے لبیک لبیک کہتا ہوا حضورؑ کی دعوت پر تمام نزدیک و دُور کے انصار کے ساتھ حاضر ہو جاؤں۔

(7) اے اللہ میرے دیدۂ نگراں میں ایسا سُرمہ لگا دے کہ میری پُر امید نظریں اُنھیں دیکھنے کی تاب لائیں۔ اور مجھے اُنکے ہدایت آفریں رُخِ انور کی اور مدح نواز چہرۂ زیبا کی زیارت سے بہرہ اندوزی کا موقع دے۔ اُنؑ کی طرف سے نوازشات کو جلد سے

جلد ظاہر فرمادے۔ اُن ؑ کی تشریف براری ہم پر آسان کردے اُن ؑ کے طریقہ کی وسعتوں میں اضافہ فرما کر ہمیں بھی اُن میں شامل کرلے۔ اورائے میرے پروردگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اُن ؑ کے مقام حجت کو اور اُن ؑ کے نظام کو برسرِ عام جاری فرمادے۔ اُن ؑ کو مضبوط پشت پناہی عطا فرمادے اور اپنی دُنیا کو اُن ؑ کے ہاتھوں تعمیر ہونے اور اپنے بندوں کو زندگی عطا کرنے میں مدد کر۔

(آمین بحق معصو ؑمین)(اَ للّٰھُم صَلی عَلٰی مُحَمَّد واٰلِ محمدؐ)

مذکورہ معاہدہ مفاتیح الجنان اور حدیث کی کتابوں میں زیارات کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے اور اس میں سِکھایا ہوا معصوم ؑ بیان خود بتاتا ہے کہ:۔

ہر شخص کو جو نظام **اھلبیت علیھم السلام** پر ایمان لانے کا مدعی ہو۔ واجب ہے کہ **حضرت حجة علیه السلام** کے سامنے خود کو ہر لحہ ذمہ دار سمجھے اور روزانہ اس معاہدہ کی تجدید کرتا اور اس میں مذکورہ ذمہ داریوں کو بجالاتا رہے۔ تا کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سرکار **زمانہ علیہ السلام** کے نظام کو قائم کرنے میں اُن ؑ کی نصرت کیلئے ہر وقت تیار رہے۔ اور اہل باطل اس جماعت کے وجود وقوت وہم آہنگی سے خوفزدہ رہیں اور حقوق العباد کو ادا کریں۔ لیکن افسوس کہ وہاں تو زیارات کا ترجمہ بھی کرنا چھوڑ دیا گیا۔ نماز کے سمجھ کر پڑھنے کا تقاضہ بھی بند کر دیا گیا۔ یعنی ملت شیعہ کو اُٹھا کر ملت طاغوتی میں مُدغم کرکے گُم کر دیا گیا۔ تا کہ ان کی انقلابی اسپرٹ فنا ہو کر رہ جائے۔

وہ روزانہ **شھدائے کربلا علیھم السلام** کی خون آلود مٹی یعنی سجدہ گاہ پر سجدہ کرتے ہیں۔ لیکن نہ دل میں کوئی جوش پیدا ہوتا ہے نہ خون میں گرمی آتی ہے۔ نہ یزیدی نظام کے خلاف کوئی جذبہ اُبھرتا ہے۔ وہ زیارات پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں لہٰذا اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

سُنو! ہمیں تو روزانہ **حضرت فاطمه علیھا السلام** سے بھی یہ معاہدہ کرنا ہے اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ہے۔

حسینؑ کی ماںؑ اور رسولؐ کی بیٹیؑ کے حضور اقرار کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَارَیْحَانَۃَ سَیِّدِالْوَصِیِّیْنَ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَااُمَّ الْاَئِمَّۃِ۔اُشْھِدُاللّٰہَ وَمَلاَئِکَتَہُ وَاَنْبِیَائَہُ وَرُسُلَہٗ وَ اِیَّاکِ اَنِّیْ وَلِیٌّ لِمَنْ
وَالَاکِ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاکِ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَکِ اَنَاَ یَا مَوْلاَتِیْ بِکِ وَ بِاَبِیْکِ وَبعْلِکِ
وَالْاَئِمَّۃِ مِنْ وُلْدِکِ مُؤْقِنٌ وَبِوَلاَ یَتِھِمْ مُؤْمِنٌ وَلِطَاعَتِھِمْ مُلْتَزِمٌ وَ اَشْھَدُ اَنَّ الدِّیْنَ دِیْنُھُمْ
وَالْحُکْمُ حُکْمُھُمْ وَ اَنِّیْ رَاضٍ عَمَّنْ رَضِیْتِ عَنْہُ سَخِطٌ عَلٰی مَنْ سَخِطْتِ مُتَبَرِّءٌ مِمَّنْ
تَبَرَّئَتِ مِنْہُ مُبْغِضٌ لِمَنْ اَبْغَضْتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی اَرْوَاحِکُمْ وَ اَجْسَادِکُمْ
وَ اَجْسَامِکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

ترجمہ:۔ میرا سلام ہو آپؑ پر اے رسولؐ اللہ کی بیٹی سلام ہو آپؑ پر اے تمام اوصیاءؑ کے سردار اور تمام مومنین کے حاکم کی راحت وقوت ۔سلام ہو آپؑ پر اے آئمہؑ کی والدہؑ۔ میں اللہ اور ملائکہ اور انبیاءؑ اور رسولوںؑ کو اور آپؑ کو گواہ کر کے اعلان کرتا ہوں کہ یقیناً میں بھی اُن سب کا ذمہ دار ہوں جن کی آپؑ ذمہ دار ہیں اور یہ کہ میں اُن سب کا دشمن ہوں جن کی آپؑ دشمن ہیں۔اور یہ کہ میں اُن سب سے برسر پیکار ہوں جنھوں نے آپؑ کے خاندان سے جنگ کی تھی۔اے میری مالکؑ میں آپؑ پر اور آپؑ کے والدؐ پر اور آپؑ کے شوہرؑ پر اور آپؑ کی اولاؑد کے تمام اِماموںؑ پر یقین رکھتا ہوں۔اور اُنؑ کی حاکمیت اور ولایت پر ایمان لایا ہوں۔اور اُنؑ کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم سمجھتا ہوں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حقیقی دین وہی ہے جو آپؑ کا اور اُنؑ کا دین ہے۔اور حقیقی حکمرانی وہی ہے جو آپؑ کو اور اُنؑ کو اللہ نے دی ہے۔اور یہ کہ میں اُن سب سے راضی ہوں جن سے آپؑ خوش رہیں اور میں اُن سب پر غضبناک ہوں۔جن پر آپؑ غصہ ہوئیں اور میں ان سے علیحدہ رہتا ہوں جن سے آپؑ نے برأت کی اور میں اُن سے بغض رکھتا ہوں جن سے آپؑ کو بغض تھا۔میرا سلام ہو آپؑ سب پر اور آپؑ کے ارواح پر اور آپؑ کے جسموں پر۔اور آپؑ کے نورانی جسموں پر اللہ رحمتوں اور برکتوں کا نزول جاری رکھے''۔ والسلام

الفقیہ الحکیم السّید محمد احسن زیدی مجتہد
ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆